احیائے تصوف کا علمبردار

ماہنامہ نوائے صوفیہ

اسلام آباد

دلیل صبح روشن ہے ستاروں کی تنک تابی
افق سے آفتاب ابھرا گیا دور گراں خوابی
(اقبال)

ماہ اکتوبر ۱۹۹۶ء

قیمت ۱۵ روپے

شمارہ نمبر ۵



امیرِ کبیر سید علی ہمدانی کا لوٹا مبارک
جو میر جلال الدین (چوربٹ) کے پاس اب تک محفوظ ہے

www.maktabah.org

تعارف و تبصرۂ کتب



تحریر: سی۔ایچ۔ بلغاری

بوق بوق نامہ

آخوند سلطان علی القاسمیؒ اور بوق بوق نامہ

علاقہ بلتستان مخصوص جغرافیائی اور سیاسی عوامل کی بناء پر مدت سے دنیا کی نظروں سے روپوش رہا ہے۔ جس کے باعث یہاں کی باکمال ہستیوں کو تاریخ میں وہ مقام نہ ملا جس کے وہ بجا طور پر مستحق تھے۔ بلکہ ان کے قیمتی آثار بھی محفوظ نہ رہے۔ انہی میں سے ایک عظیم ہستی کا نام گرامی اخوند سلطان علیؒ ہے جو تیرہویں صدی ہجری میں بلتستان کے ایک بلند پایہ شاعر، یگانہ روزگار مصنف و مؤرخ اور ایک یکتائے زمانہ عالم دین کی حیثیت سے ابھرے۔ آپ ۱۲۵۰ھ کو موضع بلغار کے ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی اخوند محمد قاسم سے حاصل کی جن کا شمار اس وقت کے اہل اللہ اور عظیم صوفیا میں ہوتا تھا اپنے والد گرامی کے علاوہ انہوں نے وقت کے تمام بڑے علماء سے فیض حاصل کیا۔ غیر معمولی ذہانت اور قابلیت کی وجہ سے آپ بہت جلد تمام علوم میں متبحر ہوگئے۔ آپ کی تصانیف میں بوق بوق نامہ اور زاد الخان بہت مشہور ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے صوفیہ نوربخشیہ مکتبہ فکر کی عظیم فقہی کتاب۔ فقہ الاحوط کا فارسی میں منظوم ترجمہ بھی کیا ہے۔ خوش قسمتی سے ان کتابوں کے قلمی نسخے ہمیں تلاش بسیار کے بعد دستیاب ہوئے ہیں

ذیل میں ہم صرف کتاب "بوق بوق نامہ" کا مختصر تعارف نذر قارئین کئے دیتے ہیں۔

کتاب بوق بوق نامہ ایک مختصر مگر جامع تاریخی و دینی کتاب ہے گو کہ دستیاب شدہ قلمی نسخے کے ابتدائی چند اوراق غائب تھے تاہم اختتام کا آخری صفحہ تک محفوظ ہے۔ کتاب کا سائز تقریباً ساڑھے چار انچ چوڑائی اور ساڑھے سات انچ لمبائی ہے۔ درمیان میں سے صرف تین صفحے غائب تھے۔ مجموعی طور پر کتاب قابل استفادہ ہے۔ اس کتاب کے چیدہ چیدہ مضامین اور عنوانات درج ذیل ہیں۔

باب اول: بلتستان میں اشاعت اسلام

فصل اول: اس فصل میں حمد و ثنا۔ کے بعد تمام بندگان (آنحضورؐ سے لے کر ابوجو میر مختیار تک) کی تواریخ ولادت و وفات درج کی ہیں۔ اس کے بعد تبت خورد (بلتستان) کی مختصر تاریخ لکھی ہے نیز اس فصل میں میر سید علی ہمدانی المعروف شاہ ہمدان کی بلتستان آمد اور ان کی کرامات کا مختصر تذکرہ ہے۔

فصل دوم: میں نوربخشی صوفی بزرگوں کی طرز عبادت خاص طور پر صلواۃ و روزہ کا تفصیلی بیان ہے۔

فصل سوم: میں ذکر واجب الوجود کا بیان اور ذکر کی تمام اقسام و آداب مندرج ہیں۔

فصل چہارم: میں آداب خلوت اور مراقبہ کا بیان ہے۔

Copyright www.sufianoorbakhshia.org

ماہنامہ

احیائے تصوف کا علمبردار

نوائے صوفیہ

اسلام آباد

شمارہ نمبر ۲ | قیمت: ۱۰ روپے | ماہ اکتوبر ۱۹۹۳ء

مدیر و ناشر

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

کمپوزر: ذریز کمپوزر، سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی

فون نمبر 844923

فہرست مضامین

Copyright www.sultanoorbakhshia.org

ایڈیٹر اینڈ پبلشر: محمد بشیر نے پرنٹ شاپ 99 - 6 ویسٹ بلیو ایریا اسلام آباد سے چھپوا کر A - 358 ، سیکٹر ، G-6/1 اسلام آباد سے شائع کیا۔

نصبُ العین

ابو العرفان علامہ محمد بشیر

شکر ہم سے ادا ہونا غیر ممکن حد تک
لیے ضروری ہے کہ وہ حق المقدور اپنے
ہیں کوتاہی نہ کرے عدم سے وجود میں
، بڑی نعمت ہے پھر رب العالمین نے
ہ کچھ انسان کے فائدے کے لیے پیدا
خلق لکم ما فی الارض جمیعا اللہ نے
مین میں موجود تمام چیزوں کو پیدا کیا گویا
ا سے وجود میں لاتے ہی اس کو حاصل
لیے اس کی ضروریات زندگی کا بھی
ت کو رزق کی فراہمی خود اپنے اوپر عائد
ماف طور پر فرمایا۔ **وما من دابۃ فی**
زمین پر چلنے والی ہر ہر مخلوق کو اس کے
داری ہے۔ معلوم ہوا کہ ہر ایک ذی
ہ آتا ہے تو وہ اپنے ساتھ اپنی اقتصادی
اس کے لیے بظاہر اسے اپنی مقدور بھر
ی پڑتا ہے۔ کیونکہ بے حس و حرکت ہو

ہے **وان لیس لانسان الا ما سعی وان سعیہ سوف یری**○ یعنی انسان کو صرف اپنی کوشش کے مطابق چیز ملتی ہے اور یہ کہ اس کی کوشش عنقریب دیکھی جاسکے گی۔ مطلب یہ ہوا کہ انسان کو زندگی میں سعی پیہم سے بے نیاز ہو کر رہنے کی گنجائش نہیں ہے۔

مخصوص نظریہ

عام جانوروں کے بر خلاف انسان کو اللہ پاک نے ایک خصوصی نظریہ کو اپنا کر انسان کی صورت میں زندگی گزارنے کا مکلف بھی بنایا ہے اس کو بے لگام نہیں رکھا گیا اللہ پاک اس نظریہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتا ہے۔ **افحسبتم انما خلقنکم عبثا وانکم الینا لا ترجعون**○

یعنی کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ ہم نے تم کو یونہی بے مقصد پیدا کیا اور یہ کہ تم ہماری طرف نہیں لوٹائے جاؤ گے؟ رب العالمین نے اپنے اس ارشاد پاک میں انسان کو اس بات پر خوب انتباہ کیا ہے کہ اس دنیوی زندگی کے خاتمے پر انسان کو ایک اور زندگی ایسی

دوامی زندگی گزارے گا۔ اگر کامیاب انسان ہوگا تو کامیابی کی صورت میں آرام و راحت والی زندگی میسر آئے گی۔ اگر انسان ناکام ہوگا تو ناکامی کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا اور وہ نہایت دردناک عذاب والی زندگی گزارے گا وہ ہر وقت تشنہ سکون و راحت رہے گا کامیاب انسانوں کا گروہ اصحاب الجنۃ کہلاتا ہے اور ناکام انسانوں کا گروہ اصحاب النار کہلاتا ہے چنانچہ کامیاب گروہ اور ناکام گروہ درجے میں کسی بھی صورت برابر نہیں ہو سکتے یہی عدل خداوندی ہے فرمان الٰہی ہے۔ **لا یستوی اصحب النار واصحب الجنۃ○ اصحب الجنۃ ہم الفائزون○** نار والے اور جنت والے برابر نہیں ہو سکتے جنت والے ہی کامیاب ہونے والے ہیں۔ یہی کامیابی حقیقی کامیابی ہے اس کے لیے اللہ پاک نے انسانوں کو اپنے قابل قبول دین کو اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اور تعیین دین کا اعلان یوں کیا گیا ہے۔ **ان الدین عند اللہ الاسلام○**

تحقیق اللہ کے نزدیک (معتبر) دین اسلام ہے معلوم ہوا ہے کہ اللہ پاک نے انسانوں کو ایک مخصوص نظریے کے مطابق زندگی بسر کرنے کا مکلف بنایا ہے وہ مخصوص نظریہ اسی کے نزدیک پسندیدہ اور قابل قبول دین اسلام ہی ہے اسلام کو چھوڑ کر کسی غیر اسلامی نظریے کو اپنانے کی صورت میں اللہ پاک نے قرآن پاک میں شدید وارننگ دی ہے۔ ارشاد الٰہی ہے۔ **ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخسرین○** اور جو کوئی اسلام کے سوا کسی دین کو اختیار کرے گا وہ دین اس سے ہرگز ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ قیامت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا اس قدرتی وارننگ سے خوب عیاں ہوا کہ دین اسلام کے سوا دیگر تمام غیر اسلامی ادیان کا اختیار کیا جانا باعث خسران ہے اخروی کامرانی کے لیے ضروری ہے کہ انسان دین اسلام کا سچا پیروکار بن جائے اور اس کی عملی زندگی پیغمبر رحمت علیہ الصلوۃ والسلام کی عملی زندگی سے میل کھاجاتی ہو۔ یہی حقیقی کامیابی کے لیے اہل اسلام کے ہاں ضابطہ کلیہ ہے۔

یہ بھی حقیقت ہے

کہ یہ امر بھی ایک کھلی حقیقت ہے کہ خیرالقرون سے کوسوں دور ہونے کی وجہ سے رفتہ رفتہ اہل اسلام مختلف نظریاتی طبقوں اور گروہوں میں بٹ گئے ہیں بسا اوقات بعض نظریاتی گروہ کی طرف سے اپنے سوا دیگر نظریاتی گروہوں کے خلاف نازیبا کلمات استعمال کئے جاتے رہے ہیں گویا ہر اسلامی گروہ کا دعوی یہی چلا آتا ہے کہ اسلام کی صحیح تشریح اور درست تعبیر پر مبنی عقائد و اعمال اختیار کرنے والے وہی ہے نہ کوئی اور گویا ہر ہر اسلامی فرقہ خود کو شریعت محمدیہ کے عین مطابق عملی زندگی گزارنے والا تصور کرتا ہے ہر اسلامی گروہ کا یہی پختہ عقیدہ بھی ہوا کرتا ہے۔ اہل اسلام کا شیرازہ بکھر جانے کی وجہ سے غیر اسلامی قوتوں کو ہر قسم کے فوائد حاصل ہوئے اور اہل کفر کو بہت سے خطوں میں اہل اسلام پر اپنی گرفت مضبوط کرنے کا موقع ملا ہے۔

اسلامی گروہوں میں اہل تصوف کا صوفیہ نوربخشیہ مکتبہ فکر بھی اپنا ایک ممتاز مقام رکھتا ہے مجموعہ شریعت محمدیہ الفقہ الاحوط اس مکتبہ فکر والوں کی مشہور فقہی کتاب ہے بد قسمتی سے دسویں صدی ہجری سے اس مکتبہ فکر کا شیرازہ بھی بکھرنے لگا تھا آج کل اس مکتبہ فکر والے مسلمانان صوفیہ نوربخشیہ کے نام سے مشہور ہیں اس مکتبہ فکر والوں کو اپنی مشہور فقہی کتاب مجموعہ شریعت محمدیہ الفقہ الاحوط کے احکام سے روشناس کرانے کے لیے ماہنامہ نوائے صوفیہ کا اجراء عمل میں لایا گیا ہے ہمارا نصب العین لوگوں کو مسائل شریعت محمدیہ سے آگاہ رکھنا ہے تاکہ لوگ نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے والی بات کا مصداق نہ ٹھہریں بلکہ صحیح معنوں میں صوفیانہ اسلامی معاشرے میں نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے بن کر ملک و ملت کے بے لوث خدمت گار بن سکیں۔ یہی باعث فلاح دارین ہے۔

(گزشتہ سے پیوستہ)

قرآن مجید

مولوی عبدالحمید

فضائل سورۃ الفاتحہ

سلسلہ ترجمہ و تشریح کا آغاز ہم اس مبارک سورت سے کرتے ہیں جس سے مقدس آسمانی کتاب قرآن مجید کا افتتاح ہوتا ہے۔ اسی لئے اس سورت کا مشہور نام بھی الفاتحہ ہے۔ یوں تو یہ سورت بہت مختصر اور جامع ہے مگر اس کے مضامین معانی سے لبریز، دل نشیں دل آویز اور جلیل القدر ہیں بلکہ یوں کہیں تو بے جا نہ ہوگا کہ یہ سورت مبارک پورے قرآن کی تعلیمات کا خلاصہ اور نچوڑ ہے جس نے انسانی تاریخ کا رخ موڑ دیا۔ جس نے فکر و نظر میں انقلاب اور قلب و روح کو روشنی عطا فرمائی۔ قبل اس کے کہ سورت کا ترجمہ کیا جائے اس کے فضائل و برکات پر مختصر روشنی ڈالنا برمحل ہوگا۔ اس سورۃ کے فضائل و برکات طویل مضمون کا تقاضا کرتے ہیں۔ مگر حصول برکت کے لئے چند فضائل پیش کئے دیتے ہیں۔ حدیث میں آیا ہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جبریل علیہ السلام حضور آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ اوپر سے ایک آواز آئی۔ انہوں نے سر اٹھایا اور کہا کہ آسمان کا یہ دروازہ آج ہی کھولا گیا ہے اس سے پہلے کبھی نہیں کھلا ایک فرشتہ اترا جبریل علیہ السلام نے کہا یہ فرشتہ آج سے پہلے کبھی زمین پر نہیں آیا تھا۔ اس نے سلام کیا اور عرض کی کہ آقا علیہ السلام کو خوشخبری ہو کر دو نور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیئے گئے اور حضور سے پہلے کبھی کسی کو نہیں ملے وہ دو نور یہ ہیں سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کا خاتمہ (آخری حصہ)

دوسری حدیث میں یوں ارشاد ہوا کہ حضور علیہ السلام نے ابی ابن کعب سے فرمایا کہ نماز تم کس طرح پڑھتے ہو انہوں نے ام القرآن سورۃ فاتحہ کو پڑھا حضور علیہ السلام نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے نہ اس کی مثل تورات میں کوئی سورت اتاری گئی نہ انجیل میں نہ زبور میں اور نہ قرآن میں وہ سبع مثانی (سورۃ فاتحہ) ہے جو مجھے ملا ہے۔

تیسری حدیث میں حضور السلام سے سورۃ فاتحہ کی فضیلت یوں بیان ہوئی ہے۔

ابو سعید بن معلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا کہ حضور علیہ السلام نے مجھے بلایا۔ پھر فرمایا مسجد سے باہر جانے سے پہلے قرآن میں جو سب سے بڑی سورت ہے وہ بتاؤں گا اور حضور السلام نے میرا ہاتھ پکڑ لیا جب نکلنے کا ارادہ ہوا تو میں نے عرض کیا کہ حضور نے یہ فرمایا تھا کہ مسجد سے باہر جانے سے پہلے قرآن کی سب سے بڑی سورت کی تعلیم دوں گا فرمایا وہ سبع مثانی (سورۃ فاتحہ) اور قرآن عظیم ہے جو مجھے ملا ہے۔ ان احادیث میں حضور علیہ السلام نے سورۃ فاتحہ کی فضیلت واضح طور پر بیان فرمائی۔ کہیں اسے سب سے بڑی سورت قرار دیا کہیں اسے نور قرار دیا اور کہیں فرمایا کہ یہ سورۃ صرف مجھے عطا کی گئی ہے۔

ایک جگہ آپ علیہ السلام نے یوں ارشاد فرمایا۔ سورۃ فاتحہ ہر بیماری کی شفاء ہے۔

نماز میں اس سورۃ کی اہمیت اتنی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

لا صلوة الا بفاتحة الکتاب۔ سورۃ فاتحہ کے بغیر کوئی نماز ہی نہیں ہے۔

اسی لئے شاہ سید علیہ الرحمہ فقہ احوط باب الصلوت میں فرماتے ہیں۔

اما القراۃ وھی الفاتحہ و سورۃ معھا کانت واجبۃ فی رکعتی فرض الصبح والاولین من الفرائض کلھا۔ پس قرات سورہ فاتحہ اور اس کے ساتھ کسی بھی سورۃ کے پڑھنے کا نام ہے جو صبح کی دونوں رکعتوں اور تمام فرض نمازوں کی پہلی دو دو رکعتوں میں واجب ہے۔ یوں فرض نمازیں یا سنن و نوافل کوئی بھی نماز ایسی نہیں جس میں سورۃ الفاتحہ نہ پڑھی جاتی ہو۔ اس طرح احادیث رسول اور اعمال بزرگان دین سے سورۃ فاتحہ کی فضیلت و اہمیت اچھی طرح اجاگر ہوتی ہے۔ مختصر جامعیت اس سورہ کی یہ ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام نے اسے تمام قرآن کا خلاصہ بتایا ہے۔ ایک روایت کے مطابق یہ سورۃ سب سے پہلے نازل ہوئی۔ اس سے اس قول کی نفی نہیں ہوتی کہ سب سے پہلے سورۃ علق کی پہلی پانچ آیتیں اقرا باسم ربک الذی خلق سے مالم یعلم تک نازل ہوئیں۔

اس کی تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ سب سے پہلے اقراء کی ابتدائی پانچ آیتیں نازل ہوئیں جن میں رسولؐ کو کچھ پڑھنے کی ہدایت تو کی اب اس کے بعد پڑھا کیا جائے؟ اس کی تعلیم کے لئے بوحی خاص رسول پر سورۃ حمد نازل کی گئی کہ اس کی قرات کی جائے، بہر حال ہمیں کسی اختلافی بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔

قرآن مجید کی تمام سورتوں میں سے سے زیادہ نام سورۃ فاتحہ کے آئے ہیں۔ ان میں سے چند مشہور نام یہ ہیں۔

۱۔ الفاتحہ۔ رحمت و حکمت کے خزانے کھولنے والی
۲۔ فاتحہ الکتاب۔ قرآن کے مخفی رازوں کی چابی
۳۔ ام القرآن۔ قرآنی حقائق کا ماخذ و منبع
۴۔ السبع المثانی۔ بار بار دھرائی جانے والی سات آیتیں

چند غیر معروف نام یہ ہیں۔

۱۔ سورۃ الاساس (۲) سورۃ تعلیم المسئلہ (۳) سورۃ الکنز (۴) سورۃ الشفاء والشافیہ (۵) سورۃ الصلوۃ (۶) سورۃ الدعاء (۷) سورۃ المناجات (۸) سورۃ السوال (۹) سورۃ النور (۱۰) سورۃ التفویض (۱۱) الکافیہ (۱۲) الوافیہ (۱۳) سورۃ الرقیہ (دم کی جانے والی سورۃ)

نوٹ: قرآن کا ترجمہ و تشریح ایک نازک کام ہے جو معمولی سی بے توجہی سے اصل معنی و مفہوم کے بدل جانے کا خطرہ ہے لہذا بالعموم قارئین کرام اور بالخصوص علماء کرام سے درخواست ہے کہ زیر مطالعہ اور آئندہ مضامین کے اندر کسی بھی قسم کی ادبی، فنی یا تفسیری غلطی محسوس ہو تو براہ راست راقم کو مطلع فرمائیں آپ کی آراء کی قدر کی جائے گی اور اپنی غلطی کا ازالہ کیا جائے گا۔

غلام مہدی شاہد

خوش کلامی

ایک دن کسی صحابی نے پوچھا۔

"یا رسول اللہؐ سب سے زیادہ ڈر کس کا ہونا چاہیے؟"

حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبان مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ "اس کا"

اور پھر ارشاد فرمایا "خوش کلامی جنت کی اور بد کلامی دوزخ کی نشان دہی کرتی ہے۔" خوش کلامی در حقیقت خوش اخلاقی ہے۔ اور خوش اخلاقی قطعی طور پر ایمان ہے۔ ایمان اور اخلاق دونوں ہم معنی ہیں اگر انسان کا اخلاق بلند ہے تو لازماً وہ خوش کلام بھی ہو گا۔ سورہ الاسراء میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ "اور میرے بندوں سے کہہ دو کہ وہ جو بات کہیں خوش کلامی کے ساتھ ہو۔" (اسراء: ۵۳) تاریخ اقوام وملل اس بات کی شاہد ہے کہ کبھی اور کسی بھی دور میں بد کلامی نے کسی انسان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچایا ہے۔ اور خوش کلامی نے ہمیشہ فتح پائی ہے۔ اور دلوں کو مسخر کیا ہے۔ در حقیقت انسان فطرت سے جنگ نہیں کر سکتا بد کلامی قطعی طور پر ایک غیر فطری طینت اور خصلت ہے ہم سب جانتے ہیں۔

- خوش کلامی زبان کا صدقہ ہے۔
- خوش کلامی علم کی اولاد معنوی ہے۔
- خوش کلامی صراط مستقیم کی طرف لے جاتی ہے۔
- خوش کلامی ایسی طاقت ہے کہ جو صداقت کو الفاظ کا جامہ پہناتی ہے۔
- خوش کلامی سے ہزاروں بار قیام امن کا پلہ جھک گیا۔
- خوش کلامی اور صداقت انسان کو بے خوف بنا دیتی ہے۔

(گذشتہ سے پیوستہ)

احوال شیخ سری سقطیؒ

تحریر: غلام حسن نور بخشی

اطلاع کیوں دی۔ فرمایا میں وعدہ کرچکا تھا۔ ماں نے ہرچند اس کو گھر لے جانا چاہا۔ مگر نہ گئے۔ اور ان کو روتا چھوڑ کر جنگل کی طرف نکل گیا۔ چند سال کے بعد عشاء کی نماز کے وقت ایک شخص آیا اور کہا۔ کہ مجھ کو احمد نے بھیجا ہے۔ آپ گئے۔ تو دیکھا کہ احمد کا اخیر وقت ہے۔ احمد نے آنکھ کھول کر دیکھا۔ اور کہا کہ شیخ آپ وقت پر آئے۔ پھر انتقال کرگیا۔ آپ روتے ہوئے جنگل سے آئے۔ تاکہ کفن دفن کا سامان کریں۔ شہر میں آواز آئی۔ کہ جو شخص خدا کے خاص ولی کی نماز جنازہ پڑھنا چاہے۔ وہ قبرستان شونیزیہ کی طرف جائے۔

اتفاقات روزگار

انسان سے بعض اوقات ایسے کام سرزد ہوجاتے ہیں جو بہت سے پاک باطن اور نیک فطرت لوگوں کیلئے مشعل راہ اور مینارہ نور بن جاتے ہیں۔ ذیل میں حضرت سری سقطی کے بعض واقعات پیش کیے جاتے ہیں۔

تلقین صبر اور آپ کا عمل

آپ سے صبر کے بارے میں ایک مسئلہ دریافت کیا گیا۔ تو آپ بیان کرنے لگے۔ اتنے میں ایک بچھو آپ کو ڈنگ مارنے لگا۔ مگر آپ نے اپنا پاؤں نہ ہٹایا اور نہ ہی بچھو کو وہاں سے ہٹایا۔ جب آپ گفتگو سے فارغ ہوئے تب بچھو کو ہٹا دیا گیا۔ حاضرین نے پوچھا کہ اسے ہٹایا کیوں نہیں؟ فرمایا مجھے اللہ سے شرم آئی کہ میں صبر اور اس کی کیفیت کے بارے میں کلام کروں اور عملاً اس کی مخالفت کروں۔

کاروباری دیانتداری

آپ کباڑی کا کاروبار کرتے تھے۔ اور پانچ فیصد سے زائد منافع نہ لیتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بغداد میں بادام کے نرخ چڑھ گئے۔ آپ کے پاس کافی مقدار میں بادام کا ذخیرہ موجود تھا۔ جسے آپ نے دینار کے بھاؤ خرید لیا تھا ایک دلال (آڑھتی) آپ کے پاس آیا اور نرخ پوچھا آپ نے ۸۳ دینار بھاؤ بتایا۔ تو دلال نے کہا کہ آج کل بازار میں بھاؤ ۹۰ دینار ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں اپنے عہد پر قائم ہوں میں اپنا عہد نہیں توڑ سکتا۔ چنانچہ سودا نہیں ہو سکا۔

وفاداری

آپ دوستوں کے ساتھ نہایت وفاداری کا برتاؤ کرتے تھے۔ آپ کا ایک ساتھی گم ہوگیا آپ تیس سال تک اسے تلاش کرتے رہے مگر کوئی سراغ نہ ملا۔ پھر آپ کو اطلاع ملی کہ وہ ایران کے سیستان نامی صوبے میں ہے۔ تو آپ بغداد سے طویل فاصلہ طے کرکے وہاں پہنچے اور اس کو تلاش کرکے واپس ہوئے

بچے کی دلجوئی

ایک دفعہ آپ معروف کرخی کے پاس گئے۔ وہ اخروٹ چن رہے تھے۔ آپ نے پوچھا یہ آپ کیا کرتے ہیں فرمایا کہ آج ایک یتیم بچے سے ملا ہوں عید کا دن ہے۔ باقی بچے خوشیاں منا رہے ہیں لیکن یہ بچہ ان خوشیوں سے محروم ہے۔ میں یہ اخروٹ بازار لے جاکر فروخت کروں گا اور اس سے کپڑے خرید کر اسے پہناؤں گا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ کام میں کروں گا۔ چنانچہ آپ بچے کو اپنے ساتھ لے گئے عمدہ لباس خرید کر پہنایا۔ بچہ بہت خوش ہوا۔ یہ دیکھ کر حضرت معروف نے آپ کے حق میں دعائے خیر کی۔ آپ فرماتے

copyright www.sufianoorbakhshia.org

ہیں کہ اس دن سے میرے دل میں ایک نور پیدا ہوگیا۔ اور میرا حال اسی دن سے بدل گیا۔

اقوال زریں اور تعلیمات

قدر نعمت

جو شخص نعمت کی قدر نہیں جانتا اس سے نعمت اس طرح سلب کرلی جاتی ہے۔ کہ اس کو خبر بھی نہیں ہوتی۔

دین کی حفاظت

جو شخص اپنے دین کو بچانا اور دل و جسم کو آرام پہنچانا چاہے اور فکر و غم کو کم کرنے کا آرزو مند ہو تو چاہیے کہ لوگوں سے دور رہے کیونکہ اب زمانہ عزلت و تنہائی کا ہے۔

دل

جس دل میں کوئی اور شے (الفت و محبت خیال و تصور) موجود ہو تو درج ذیل پانچ چیزیں داخل نہیں ہوتیں۔ (۱) خوف (۲) رجا (۳) انس (۴) محبت (۵) حیاء الٰہی

عاقل و دانا

سب سے زیادہ عقلمند وہ ہے جو قرآن کے اسرار کو سمجھتا ہو اور ان میں سوچ و بچار کرتا رہتا ہو۔

محبت حق

محبت بندے کو ایسا کردیتی ہے کہ شمشیر و سنان کی اذیت بھی اسے محسوس نہیں ہوتی

جوانوں کیلئے پیغام

اے جوانو! جوانی میں کام کرلو بیشتر اس کے کہ بڑھاپا آجائے اور تم ضعیف ہوجاؤ

تین چیزوں سے اجتناب

تین چیزوں سے دور رہنا چاہیے (۱) مالدار پڑوسی سے (۲) بے عمل قاری سے (۳) امراء پسند عالم سے

فالتو چیزیں

ان پانچ چیزوں کے سوا باقی سب میرے لیے غیر ضروری ہیں۔ (۱) جان بچانے کیلئے روٹی، (۲) پیاس بجھانے کے پانی، (۳) گرمی / سردی سے بچانے کے کپڑے (۴) سر چھپانے کیلئے گھر (۵) اتنا علم جس پر عمل کرسکوں۔

وفات

نزع کی حالت تھی اور حضرت جنید بغدادی آپ کے لیے دستی پنکھا جھل رہے تھے۔ آپ نے آنکھ کھولی اور فرمایا اس شخص کو پنکھے سے کیا راحت ملے جس کے سینے میں اس کا کلیجہ پھنک رہا ہو۔ اے فرزند! تم پنکھا جھل رہے ہو میرے کلیجے میں آگ لگی ہوئی ہے۔

آپ کی بیماری کی تشخیص نہیں ہو پا رہی تھی۔ ہر طرح کے علاج معالجے سے کوئی افاقہ نہیں ہوا۔ اسی دوران کسی نے ایک طبیب حاذق یہودی کے بارے میں بتایا۔ چنانچہ آپ کے پیشاب (قارورہ) کا نمونہ ان کو دکھایا گیا۔ انہوں نے دیکھ کر بتایا کہ یہ تو کسی عاشق کا قارورہ ہے۔ جب بتایا گیا کہ حضرت سری سقطی کا ہے تو وہ مسلمان ہوگیا۔ اور بتایا کہ اس کا کوئی علاج نہیں سوائے وصال مولا کے۔

آخر ۳ رمضان المبارک ۲۵۳ھ کو آپ نے وفات پائی۔ اور یہ عباسی خلیفہ معتزباللہ کی خلافت کا زمانہ تھا بغداد میں آپ قبرستان شونیزیہ میں دفن ہوئے جہاں اب بھی معروف کرخی، سری سقطی جنید بغدادی کے مزار مرجع خلائق ہیں۔

رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شاہ محسن

تحریر ڈاکٹر محمد اسماعیل

سرزمین بلتستان میں ان بزرگ ہستیوں کی زیارت گاہیں بکثرت ملتی ہیں جو ایران، عراق، کشمیر اور ترکستان سے آئے تھے۔ اور جنہوں نے بلتستان میں دین اسلام کو استحکام اور ترویج و اشاعت بخشی۔ جن کی بدولت بلتستان کے کونے کونے میں آواز حق پہنچی اور بلتستان کی سو فیصد آبادی مسلمان ہو گئی۔ آج بلتستان میں دین اسلام کی حقیقی روح یعنی خلوص، محبت، رواداری، اتحاد، اخوت، شرافت، انکساری، رحمدلی اور امن و آشتی کے جو جذبات موجود ہیں وہ انہی بزرگوں کے پیغام اور تعلیمات کا نتیجہ ہیں جنہیں انہوں نے ان تھک محنت اور مسلسل جدوجہد کے بعد عام کیا تھا۔

انہی بزرگ ہستیوں میں سے ایک اپوچو "شاہ محسن" رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ جن کا مزار مبارک خپلو بالا کے موضع گونمہ ستقچی میں مرجع خلائق ہے۔

آپ ایران کے طوس (مشہد مقدس) کے رہنے والے تھے تقریباً ۱۴۲۵ء میں بلتستان تشریف لائے۔ میر عارف اور میر ابو سعید کے ہمعصر تھے وادی خپلو میں دین اسلام کو استحکام پہنچانے میں آپ نے بڑا اہم کردار ادا کیا تھا۔ آپ بلتستان کی مختلف وادیوں میں خلق خدا کی بھلائی اور ہدایت کے لئے تبلیغی دورے کرتے رہے پھر آپ نے خپلو بالا میں مستقل رہائش اختیار کی۔ خپلو بالا کے چشمے کے پاس ہی موضع گونمہ ستقچی آپ کو پسند آیا اور یہیں بس گئے۔ مستقل سکونت اختیار کرنے کے بعد بھی آپ تبلیغ و اشاعت دین کے لئے دور دراز علاقوں کا دورہ کرتے اور خلق خدا کو رشد وہدایت سے فیض یاب کرتے رہتے تھے۔

موضع گونمہ ستقچی اور ہچی دونوں اس نالے کے عین دہانے پر واقع ہیں جو کسی زمانے میں تھنگ سے خپلو کی طرف بہتا تھا۔ ایک دفعہ موسلا دھار بارش ہونے لگی اور ساتھ ہی نالے میں طغیانی آگئی اور تھنگ بروق سے پتھر اور مٹی کے تودے نیچے بہنے لگے۔ جب موضع تھنگ میں مقیم لوگوں نے اوپر سے خطرناک تودے نیچے سرکتے دیکھے تو وہ موضع پوندوس تک اتر آئے اور مذکورہ بالا محلہ جات کے لوگوں کو آنے والی خطرناک صورت حال سے آگاہ کیا اور لوگوں کو مشورہ دیا کہ فوراً گھروں سے محفوظ مقامات پر منتقل ہو جائیں۔ کہتے ہیں کہ اس وقت شاہ محسن بھی موضع گونمہ ستقچی میں تشریف فرما تھے لوگ فریاد کرتے ہوئے آپ کے پاس آئے اور صورت حال کو بہتر بنانے کے لئے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے لوگوں کو تسلی دی اور حکم دیا کہ سب اپنے اپنے گھروں میں آرام سے بیٹھے رہیں اور دعا کرتے رہیں کہ اللہ آنے والی بلا کو ٹال دے میں خود اوپر جاؤں گا اور سرکتے ہوئے تودوں کو روک دوں گا۔ چنانچہ آپ گونمہ ستقچی سے اوپر چڑھتے گئے اور کھربوں ٹن سرکتے تودوں کو رک جانے کا حکم دیا اور وہ وہاں رک گئے جو آج بھی خپلو کے بروق۔ تھنگ۔ میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ اس واقعے سے آپ کے تصرف اور درجہ و مرتبہ کا اندازہ ہو جاتا ہے۔

آپ بے حد عبادت گزار اور مرتاض شخص تھے۔ آپ کی زندگی رشد وہدایت اور عبادت وریاضت میں گزرتی تھی موضع تھنگ کے بعض مقامات پر آپ مہینوں عبادت میں مصروف رہا کرتے تھے۔ ایسی شور وغل سے خالی پر سکون جگہ رہ کر آپ

عبادات اور مناجات میں مصروف رہتے تھے ۔آپ کو اس علاقے سے خصوصی محبت تھی ۔ایک دفعہ آپ نے یکسوئی سے عبادت کے لئے تھنگ بروق جانے کی خواہش کی ۔ اور لوگوں کو جمع ہونے کی ہدایت کی ۔جب لوگ جمع ہوگئے تو آپ نے لوگوں کو دین اسلام پر کاربند رہنے ، زہد و تقویٰ اختیار کرنے ، خلق خدا کی بھلائی کا خیال رکھنے ایک دوسرے کے حقوق و فرائض ادا کرنے کی تلقین کی پھر آپ نے فرمایا کہ

"لوگو! سن لو شاید یہ آپ کے ساتھ میری آخری ملاقات ہو شاید میں دوبارہ یہاں نہ آسکوں ۔ کبھی کبھی مجھے فاتحہ وغیرہ کی سوغات بھیجا کرو ۔یہ اہتمام اس جگہ کیا کرو جہاں میں قیام پذیر ہوں تمہیں یہاں ایسی نشانیاں مل جائیں گی تم ایک نور کو دیکھا کرو گے ۔" یہ کہا اور لوگوں سے آخری بار ملے اور نالے میں اوپر چڑھتے چلے گئے کیونکہ ایسی باتیں کرنا اور وہاں جاکر عبادات بجا لانا ، مہینوں غائب رہ کر واپس آنا آپ کا معمول تھا لوگوں نے اس دفعہ بھی اسے آپ کا معمول تصور کرلیا۔

کافی عرصہ گزر گیا آپ کا کہیں پتہ نہ ملا ۔لوگ آپ کی تلاش میں تھنگ بروق میں پھیل گئے خوب تلاش کی مگر آپ کا کوئی سراغ نہیں ملا ۔چنانچہ آپ کی آخری وصیت کے مطابق جہاں آپ رہائش پذیر رہتے تھے ۔وہاں کچھ نشانیاں ملیں تو وہیں آپ کا مزار بنایا جو آج تک موجود ہے لوگ دور دور سے زیارت کے لئے آتے ہیں اور دعائیں مانگتے ہیں اور بامراد چلے جاتے ہیں ۔

آپ کی وفات کو سینکڑوں سال بیت چکے ہیں کچھ بزرگوں کے مطابق انہوں نے سحر کے وقت ایک نورانی شخص کو مزار کے احاطے میں مصروف عبادت دیکھا اور جب آگے بڑھے تو فوراً غائب ہوگیا ۔متعدد نیک لوگوں نے ایسا دیکھنے کا دعویٰ کیا ہے

جمعرات اور پیر کی رات اہل خپلو برسوں سے ایک نور کا مشاہدہ کرتے ہیں ۔ کبھی یوں ہوتا ہے کہ تھنگ بروق کے "حسنی برانگسا" پر ایک نور نمودار ہوتا ہے ۔جو آہستہ آہستہ نیچے اتر آتا ہے ۔اور شاہ محسن کے مزار پر پہنچ کر غائب ہوجاتا ہے ۔ کبھی یوں ہوتا ہے کہ ایک نور مزار شاہ محسن سے نمودار ہوتا ہے ۔اور آہستہ آہستہ اوپر چڑھتا ہے اور "حسنی برانگسا" پر غائب ہوجاتا ہے کبھی دونوں جگہ ایک ایک نمودار ہوتا ہے ۔ مزار شاہ محسن کا نور اوپر اور حسنی برانگسار کا نور نیچے آتا ہے اور کسی جگہ مل کر غائب ہوجاتے ہیں کیونکہ یہ "نور" رات کی تاریکی میں نظر آتا ہے ۔ مختلف اندازوں کے مطابق راستہ کبھی ایک ہوتا ہے کبھی دوسرا راستہ ۔اسی طرح کبھی کبھی درمیان میں غائب بھی ہوجاتا ہے ۔

یہ نور عام طور پر دکھائی دیتا ہے میں نے خود کئی بار یہ دیکھا ہے یہ گیس لائٹ یا ۱۰۰ واٹ کے بلب کی طاقت کا ہوتا ہے

راقم نے اس نور کے بارے میں خپلو کے دو اشخاص سے پوچھا جنہیں تھوڑی بہت "کشف قبور" کی دولت حاصل ہے ۔ان کا [redacted] حسنی برانگسا پر بھی ایک بزرگ مدفون ہے یہ دونوں بزرگ کبھی کبھی ایک دوسرے سے ملنے جاتے ہیں تو نور بن کر جاتے ہیں جو خاص خاص لوگوں نظر آتے ہیں ۔ واللہ اعلم بالصواب

حضرت شاہ محسن بہت بڑے ولی اللہ تھے اور سلسلہ نور بخشیہ کا ایک درخشندہ ستارا تھے ۔زہد و تقویٰ میں اپنا کوئی نظیر نہ رکھتے تھے ۔آپ زندگی بھر مجرد رہے اس طرح فرزند وزن کے فکر و غم سے آزاد تھے ۔آپ نے پوری زندگی خلق خدا کی رشد وہدایت اخوت و محبت اور رواداری کا پیغام پھیلانے میں گزاری ۔جس کے صلے میں آپ کو مقبولیت عامہ حاصل ہوئی آج بھی آپ کا مزار مرجع خلائق ہے ۔ہزاروں لوگ زیارت کے لئے آتے ہیں ۔ ہر سال ایک دن آپ کا عرس منایا جاتا ہے ۔علاقے کے لوگ اپنے دکھ سکھ کے موقعوں پر یہاں حاضری دیتے ہیں اور نذر و نیاز تقسیم کرتے ہیں ۔

حضرت شاہ محسن کی قربانی اور ذاتی توجہ کا حاصل موجودہ گونہ ستقی اور تھچی کی آبادیاں ہیں یہ آبادی نالے کے دھانے کے وسط میں واقع ہے ۔جب کبھی زیادہ بارش ہوتی ہے تو تھنگ کا سیلابی پانی اسی نالے سے خپلو میں آتا ہے اور یہ بہت ہی خطرناک رفتار سے چلتا ہے ۔اس کے باوجود دونوں مواضعات کے گھروں کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا ۔آج تک ان آبادیوں کے سیلابی پانی کے زد میں آنے کی کوئی اطلاع نہیں ملی ہے ۔جو آپ کی کرامت ہے ۔جس سے ان مواضعات کے باشندے اب تک مستفید ہو رہے ہیں ۔

باب دوم: ممکن الوجود

فصل اول: میں ممکن الوجود کے عوامل پر بحث ہے۔
فصل دوم: میں ممکنات پر طویل بحث قلمبند کی ہے۔
فصل سوم: میں افعال ممکن الوجود بیان ہوئے ہیں۔

باب سوم: آفاق وانفس کا بیان

فصل اول: آفاق وانفس کی تشریح
فصل دوم: در ایجاد آفاق وانفس واسما۔
فصل سوم: عروج اولیاء کے مراتب اور نفس کشی کے صحیح اسلامی طریقے بیان کئے ہیں اور بتایا ہے کہ اولیا۔ کیسے عروج پر پہنچتے ہیں

فصل چہارم: حجاب یعنی پردہ پر طویل بحث قلمبند کی گئی ہے۔

باب چہارم: عالم لطیف و عالم کثیف کا بیان

فصل اول: عالم لطیف و کثیف اور اسماء سبعہ کے معانی واقسام درج ہیں۔
فصل دوم: میں عالم لاہوت واسماء کا بیان ہے۔
فصل سوم: میں عالم جبروت واسماء کا بیان ہے۔
فصل چہارم: میں عالم ملکوت واسماء کا بیان ہے۔

باب پنجم: اصطلاح اہل تصوف

فصل اول: اصطلاح اہل تصوف کی پہچان کا بیان ہے۔
فصل دوم: عالم ناسوت کا بیان ہے۔
فصل سوم: عاشق ومعشوق کا بیان اور بتایا ہے کہ صوفی کو عشق کے کن کن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔

کتاب کا نصف سے زائد حصہ نثر میں ہے جبکہ ایک تہائی حصہ نظم میں ہے آپ کی تصانیف کے مطالعے سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ آپ بہت بڑے صوفی عالم دین فلسفی و منطقی، یگانہ روزگار ادیب، بے مثال جامع العلوم اور قادر الکلام شاعر تھے۔ عربی اور فارسی کے علاوہ آپ بلتی زبان کے بھی بہت بڑے شاعر تھے۔ بلتی کے علاوہ آپ فارسی اور عربی کے بڑے انشاء پرداز تھے جس کا منہ بولتا ثبوت خود ان کی تصنیفات شافی اور کافی ہیں جو مشہور درسی کتب شافیہ اور کافیہ کے جواب میں لکھی گئی ہیں۔ آپ کا علمی و ادبی ذوق او تصنیف و تالیف میں استعداد کا اندازہ صرف اس ایک بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے ایک غیر ایرانی (بلتی) ہونے کے باوجود فقہ الاحوط جیسی ضخیم اور مشکل فقہی کتاب کا فارسی میں منظوم ترجمہ کیا ہے۔ آپ نور بخش سے عشق کی حد تک محبت رکھتے تھے۔ فقہ الاحوط منظوم قلمی میں سید العارفین حضرت شاہ سید محمد نور بخش کی آپ یوں مدح سرائی فرماتے ہیں۔

شہ عارفاں قدوۃ الاولیا ست
مہ کاملاں زبدۃ الاصفیاء ست
مسمی محمد لقب نور بخش
بجز بہ باہل طلب نور بخش
سیادت نسب سید موسوی
سعادت طلب خسرو معنوی
حکیم دل و جان اہل قلوب
طبیب مریداں بکشف الغیوب

(فقہ احوط قلمی ص ۳)

—

آپ سلطان الشعراء کے نام سے مشہور تھے۔ آپ کی فنی پختگی [redacted]دانہ رنگ کا لوہا آپ کے زمانے کے تمام بڑے شاعروں اور سخن دانوں نے مانا ہے۔ اپنی شاعری کے متعلق آپ ایک جگہ لکھتے ہیں۔

کنم صرف عمرم دریں شعرو فن
زتو نام مانند سلطان سخن
شہا دیں پناہم غم دیں بکن
بمن رخصت نظم در دیں بگن

سخن داں فنا و سخن پروران
سخن کاروبار خرد مندکان

سخن دان فنا و سخن را بقا ست
سخن ممکن حادث وہی فنا ست

باقی صفحہ ۱۷ پر

(گذشتہ سے پیوستہ)

حقیقت کائنات

سائنس کی روشنی میں

تحریر: ڈاکٹر غازی محمد نعیم

سب سے بڑا ستارہ نما سیریس (CERES) ہے جس کا قطر ۶۲۰ میل ہے لیکن اکثر ستارہ نما چھوٹی جسامت کے ہوتے ہیں ان کی تعداد کھربوں میں ہو سکتی ہے۔ کچھ ستارہ نما زمین کے قریب سے گزرتے ہیں اور زمین سے ٹکرا بھی سکتے ہیں۔ سائنسدانوں کے خیال میں آج سے ۶۵ ملین سال قبل کسی ایسے حادثے سے ہی قوی الجثہ مخلوق ڈائی نو سارز کا خاتمہ ہوا۔ ایسے حادثے شاذونادر ہی رونما ہو سکتے ہیں۔

۵۔ دم دار ستارے (COMETS)

پلوٹو کے مدار سے دور اوورٹ OORT نامی بادل ہے جو برف اور غبار سے مل کر بنا ہے۔ جب بھی کوئی ستارہ اس بادل کے قریب سے گزرتا ہے تو وہ اس بادل کو اس طرح سے ہلا دیتا ہے کہ اس سے بہت سا مادہ سورج کی سمت خلا میں گر جاتا ہے۔ یہ مادہ جب سورج کے نزدیک پہنچتا ہے تو دم دار ستارہ بن جاتا ہے۔ نظام شمسی کے اندرونی حصے میں سورج کی سطح سے اٹھنے والے بے شمار ذرے دم دار ستارے میں موجود برف اور غبار سے ٹکراتے ہیں جس کے باعث ایک لمبی چمکتی ہوئی لکیر بن جاتی ہے اور یہی دم دار ستارے کی دم ہے۔

کچھ دم دار ستارے صرف ایک بار سورج کے قریب آکر پھر ہمیشہ کیلئے خلائے بسیط میں کھو جاتے ہیں۔ جب کہ کچھ چند برسوں بعد سورج کا طواف کرتے رہتے ہیں اور اس عمل سے ان کی دم گھس کر چھوٹی ہو جاتی ہے۔ سب سے مشہور دم دار ستارہ ہیلے کا دم دار ستارہ ہے جو ۱۹۸۶ء میں سورج کے نزدیک آیا مگر ہم اسے نہ دیکھ سکے اب ۲۰۶۲ء میں اس کے نظر آنے کی توقع ہے۔

۶۔ شہاب ثاقب (METEORS)

جب کوئی دمدار ستارہ سورج کے قریب آکر بکھر جائے تو اس کے ٹکڑے شہاب ثاقب بن جاتے ہیں۔ آسمان پر بعض اوقات جو ستارے ٹوٹتے دکھائی دیتے ہیں وہ دراصل شہاب ثاقب ہوتے ہیں۔ یہ شہاب ثاقب جب کرہ ہوائی میں داخل ہوتے ہیں تو رگڑ کی وجہ سے جل اٹھتے ہیں اور روشنی کی ایک لکیر سی نظر آجاتی ہے۔

۷۔ ستارے اور کہکشاں (STARS AND GALAXIES)

آج سے تقریباً ۵ بلین سال پہلے نظام شمسی کی ہیئت ایسی نہ تھی جیسی اب ہے۔ اس وقت نہ سورج تھا نہ سیارے' نہ چاند اور نہ شہابیے۔ بس ایک عظیم الجثہ بادل خلاء میں تیر رہا تھا۔ یہ بادل غبار اور گیس سے مل کر بنا تھا اور یہ گیس زیادہ تر ہائیڈروجن گیس پر مشتمل تھی۔ پھر یہ بادل سکڑنا شروع ہوا۔ اور اس کی وجہ یہ تھی

Copyright www.sufianoorbakhsh.org

کہ اس گیس کے ذرات یا ایٹم باہمی تجاذب کی وجہ سے ایک دوسرے کے قریب تر آتے گئے۔ کچھ ایٹم ایک دوسرے سے ٹکرائے اور اس عمل سے حرارت پیدا ہوئی اور یہ بادل جو اب خاصا سکڑ چکا تھا حرارت سے دہکنے لگا۔ ہائیڈروجن ایٹموں کے باہمی ٹکراؤ اور ملاپ سے ہیلیم گیس پیدا ہوئی جس کے نتیجے میں بہت سی حرارت اور روشنی پیدا ہوئی۔ اور یوں گیس کا یہ گولا ہمارا سورج بنا۔ ابتداء میں سورج سست رفتاری سے گھوم رہا تھا مگر جوں جوں اس کی جسامت چھوٹی ہوتی گئی زیادہ تیز رفتاری سے گھومنے لگا۔ گھومتے گھومتے اس کی شکل ایک چپٹی تھالی کی سی ہو گئی۔ اس چپٹی تھالی کے کناروں پر موجود ذرات ایک دوسرے میں مدغم ہوتے ہوتے چٹانوں کی طرح ہو گئے۔ ایک چٹان دوسری سے مل گئی اور گرمی سے پگھل کر بڑے بڑے کروں کی شکل اختیار کر لی۔ یہی کرے بعد میں سیارے بن گئے۔ یہ کہانی تھی اس ایک ستارے کے عالم وجود میں آنے کی جس کا نام سورج ہے۔ کائنات اس قسم کے لاتعداد ستاروں سے بھری ہوئی ہے۔ سورج کے علاوہ نزدیک ترین ستارہ بھی زمین سے بے حد دور ہے۔ ستاروں کے فاصلوں کو ہم نوری سالوں میں ناپتے ہیں۔ ایک نوری سال وہ فاصلہ ہے جو روشنی ایک سال میں طے کرتی ہے اور روشنی کی رفتار ۱۸۶٬۳۰۰ میل فی سیکنڈ ہے۔ اور یوں ایک نوری سال ۵٬۸۷۵٬۵۲۱٬۸۰۰٬۰۰۰ میل کے برابر ہے۔ زمین سے قریب ترین ستارہ ۴ نوری سال سے زیادہ فاصلے پر واقع ہے۔ کہکشاں کے بہت سے ستارے سینکڑوں نوری سال دور ہیں۔ چونکہ ان ستاروں کی روشنی ہم تک سالہا سال میں پہنچتی ہے اس لیے ممکن ہے کہ کوئی ستارہ جو ہمیں آج نظر آرہا ہے سالہا سال پہلے بجھ چکا ہو۔ یا دوسرے لفظوں میں ہم ان ستاروں کا صرف ماضی دیکھ رہے ہیں۔

ستارے بڑے بڑے گروہوں کی صورت میں جمع ہو کر کہکشاں بناتے ہیں۔ کہکشائیں عظیم گردابوں کی شکل کی ہوتی ہیں لیکن کچھ بیضوی شکل کی اور کچھ بے قاعدہ شکلوں کی بھی ہوتی ہیں۔

ہمارا سورج جس کہکشاں میں واقع ہے وہ ملکی وے (MILKY WAY) کہلاتی ہے۔ جتنے ستارے ہمیں آسمان میں نظر آتے ہیں وہ اسی کہکشاں سے تعلق رکھتے ہیں۔ گرمیوں کی شفاف راتوں میں یہ کہکشاں ہمیں افق کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پھیلی ہوئی نظر آسکتی ہے۔ اس میں کروڑوں ستارے ہیں جو ہمیں انفرادی طور پر نظر نہیں آتے۔ ہمارا سورج اس کہکشاں کے ایک کنارے پر واقع ہے جبکہ بیشتر ستارے اس کہکشاں کے مرکز میں موجود ہیں۔ اس کہکشاں کے کئی بازو ہیں جن کے درمیان گرد کے بادل ہیں جو ہمیں اس کے باقی حصوں کو دیکھنے سے روکتے ہیں۔ اس کہکشاں کا جو حصہ ہمیں نظر آتا ہے وہ صرف ایک بازو ہے۔

اس کائنات میں اس طرح کی لاکھوں کہکشائیں ہیں۔ جس طرح کروڑوں ستارے مل کر کہکشاں بناتے ہیں اسی طرح بے شمار کہکشائیں مل کر مجموعہ کہکشاں بناتے ہیں۔ ہماری کہکشاں ایک بہت چھوٹے مجموعہ کہکشاں GALACTIC CLUSTER کا حصہ ہے جس میں ۳۰ کہکشائیں شامل ہیں۔ اس مجموعے کی سب سے بڑی اور خوبصورت کہکشاں آیزرو میدا کہکشاں ہے جو ہماری زمین سے ۲ لاکھ نوری سال کے فاصلے پر واقع ہے اور بمشکل نظر آتی ہے۔

ان سب ستاروں، کہکشاؤں اور مجموعہ کہکشاؤں کے مجموعے کا نام کائنات ہے۔ کائنات کی وسعت کا اندازہ انسانی تصور کی حد سے باہر ہے۔

۱۹۲۰ء میں ماہرین فلکیات نے مشاہدہ کیا کہ کہکشاؤں کے تمام مجموعے انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ ایک دوسرے سے دور بھاگ رہے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ کائنات ایک غبارے کی مانند پھول رہی ہے جس میں ہوا بھری جا رہی ہو۔

ایک وقت ایسا تھا کہ کہکشاؤں کے یہ مجموعے ایک دوسرے سے بہت قریب تھے بلکہ ماہرین کا یہ خیال ہے کہ ابتداء میں پوری کائنات اتنی سکڑی ہوئی تھی کہ اس کی جسامت ایک ایٹم ATOM سے بھی کم تھی (ایک ایٹم مادے کا وہ سب سے چھوٹا ذرہ ہوتا ہے جو آنکھوں سے درکنار طاقتور خوردبین سے بھی نظر نہیں آسکتا۔ اللہ اکبر

بظاہر یہ بات ناممکن اور لغو لگتی ہے مگر حقیقت یہی تھی۔

ابتداء میں نہ کوئی ستارہ تھا نہ سیارہ' نہ کوئی کہکشاں تھیں اور نہ کوئی ایٹم پھر یوں ہوا کہ ۱۵ بلین سال قبل مادے کا یہ حقیر ترین ذرہ جس کا اوپر ذکر ہوا ہے ایک عظیم دھماکے کے ساتھ پھٹ گیا اس عظیم دھماکے کو بگ بینگ (BIG BANG) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ عظیم دھماکہ ہماری کائنات کی پیدائش کا سبب تھا۔

اس دھماکے سے پیدا ہونے والا مادہ شروع میں بہت گرم تھا لیکن جوں جوں پھیلتا گیا اس کی حرارت کم ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ تقریباً پانچ لاکھ سال بعد اس مادے کے ذرات ٹھنڈے ہو کر ہائیڈروجن ایٹم بن گئے۔

یہ ہائیڈروجن ایٹم گیسوں کے بڑے بڑے بادلوں کی صورت میں اکٹھے ہوگئے جو جم کر ستارے بن گئے اور نامعلوم وجہ سے یہ ستارے اکٹھے ہو کر کہکشاؤں کی صورت اختیار کرگئے۔

بگ بینگ نامی عظیم دھماکہ ایک طویل مدت پہلے وقوع پذیر ہوا لیکن ریڈیو ٹیلیسکوپ کے ذریعے آسمانوں کا مطالعہ کرنے والے ماہرین فلکیات کے خیال میں اس دھماکے کی گونج نرم ریڈیائی اشاروں کی صورت میں اب بھی سنی جاسکتی ہے۔

۷۔ ستارے کی زندگی اور موت

اس سے پہلے ہم ستاروں کی پیدائش کے عمل کا ذکر کرچکے ہیں۔ اپنی پیدائش کے بعد ہر ستارہ بڑھتا ہے اور پھر عمر رسیدہ ہو کر مرجاتا ہے۔ ستارے کی موت کا عمل اس کی پیدائش سے بھی زیادہ دلچسپ ہوتا ہے۔

ستارے ہائیڈروجن ایٹموں کی پگھلاہٹ (FUSION) سے زندہ' گرم اور چمکدار رہتے ہیں (ہائیڈروجن ایٹموں کی پگھلاہٹ ہی وہ اصول ہے جس سے ہائیڈروجن بم بنایا جاتا ہے اور جو ایٹم بم سے کہیں زیادہ قیامت خیز تباہی پھیلاتا ہے۔ چنانچہ ہمارے سورج کی سطح پر بھی ہزاروں ایٹمی دھماکے ہو رہے ہیں اور شعلوں کے پہاڑ بن رہے ہیں جن کی گرمی اور روشنی کے سہارے ہم زندہ ہیں)۔ ہائیڈروجن ایٹموں کی یہ پگھلاہٹ ہی دراصل ستاروں کی زندگی کا ایندھن ہے۔ جب یہ ایندھن ختم ہوجاتا ہے تو ستارہ سکڑ جاتا ہے اور سکڑاؤ کے اس عمل میں گرم ہوجاتا ہے۔ اور پھر اپنے اردگرد کے سیاروں کو بھی نگل لیتا ہے ایسے ستارے کو اب دیو احمر (RED GIANT) کہتے ہیں۔ دوربین سے ہمیں بہت سے دیو احمر نظر آجاتے ہیں ان میں سب سے مشہور ستارہ بیٹل جیس BETELGEUSE نامی ہے اس کا قطر تقریباً ۸۰۰ ملین میل ہے۔

ایک بلین سال کے بعد ہمارا سورج بھی سکڑنا شروع ہوجائے گا سکڑتے سکڑتے یہ اتنا چھوٹا ہوجائے گا کہ اس کی جسامت ہماری زمین کے برابر رہ جائے گی۔ ایسا ستارہ سفید بونا (WHITE DWARF) کہلاتا ہے۔ اس سفید بونے میں ایٹم ایک دوسرے سے اتنے قریب ہوں گے ایک چمچ کا وزن ایک ٹن کے برابر ہوگا۔ کسی ستارے کی طرح یہ سفید بونا کروڑوں سال چمکتا رہے گا پھر آہستہ آہستہ ٹھنڈا ہو کر کالا بونا (BLACK DWARAF) بن جائے گا۔

۸۔ سپرنووا (SUPER NOVAS)

بڑے بڑے ستارے اوپر والے عمل سے نہیں مرتے بلکہ وہ ایک زبردست دھماکے کے عمل سے فنا ہوجاتے ہیں جسے سپرنووا کہتے ہیں۔ کچھ دن تک اس دھماکے سے اتنی روشنی اور حرارت پیدا ہوتی رہتی ہے جتنی ایک پوری کہکشاں کے ستاروں سے پیدا ہوتی ہے۔

فروری ۱۹۸۷ء میں جنوبی امریکہ کے ماہرین فلکیات نے بڑی میجلانک بادل نامی کہکشاں میں ایک سپرنووا کا سراغ لگایا۔ بغیر دوربین کے کئی ہفتوں تک نظر آنے والا یہ سپرنووا گذشتہ چار سو برس میں زیر مشاہدہ آنے والا واحد سپرنووا دھماکہ ہے۔ اصل دھماکہ تقریباً ۱۷۰٬۰۰۰ برس قبل ہوا مگر اس کی روشنی خلا میں ہزاروں نوری سال کا فاصلہ طے کرکے ۱۹۸۷ء میں ہم تک پہنچی۔

جب ایک بڑا ستارہ دھماکے سے پھٹتا ہے تو اس کے زیادہ تر ایٹم خلا میں بکھر جاتے ہیں لیکن ستارہ کے مرکز کا مواد سکڑ جاتا

ہے اور اس کے ایٹم ٹوٹ کر نیوٹرونوں (NEUTRONS) میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ ستارے کا یہ بچا کھچا حصہ اب نیوٹرون ستارہ (NEUTRON STAR) کہلاتا ہے۔ نیوٹرون ستارے کی جسامت سفید بونے سے چھوٹی ہوتی ہے اور اس کا قطر تقریباً دس میل ہوتا ہے۔

۹۔ روزنِ اسود (BLACK HOLES)

جب کوئی بہت بڑا ستارہ مرتا ہے تو وہ اتنی قوت سے پھٹتا ہے کہ اس کے مرکز میں بننے والے نیوٹرون ستارے کے نیوٹرون بھی کچلے جاتے ہیں۔ مرکز کا وہ تمام مادہ سکڑ کر اتنا چھوٹا نقطہ بن جاتا ہے جیسا کہ ہماری کائنات بگ بینگ سے قبل تھی۔ اس انتہائی چھوٹے نقطے کی اتنی زبردست کشش ہوتی ہے کہ وہ روشنی کو بھی باہر جانے نہیں دیتی اور اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ اس طرح یہ تاریک ستارہ نظر نہیں آتا اور اپنے قریب آنے والی ہر چیز کو ہڑپ کر لیتا ہے ایسے ستارے کو روزن اسود (BLACK HOLE) کہتے ہیں۔ نظر نہ آنے کی وجہ سے یہ دوربین سے نہیں دیکھے جا سکتے۔ لیکن یہ اپنی قوت کشش کی وجہ سے بے اپنے گرد بہت سا گرم مادہ جمع کر لیتا ہے۔ یہ ایٹموں کے باہمی ٹکراؤ کی وجہ سے گرم ہو جاتا ہے۔ پھر یہ مادہ روزن اسود کے گرد گردش کھا کر ایک گرداب عظیم کی صورت اختیار کر لیتا ہے جو آخرکار روزن اسود میں گر جاتا ہے۔ اس گرداب عظیم سے روشنی کی ایک خاص قسم پیدا ہوتی ہے جسے ایکس ریز X-RAYS کہتے ہیں۔ ایکس رے دوربینوں سے بہت سے روزن ہائے اسود کا سراغ لگایا گیا ہے۔ روزن اسود سالم ستاروں کو بھی نگل لیتا ہے۔ رفتہ رفتہ یہ آس پاس کے سب ستاروں کو نگل لیتا ہے اور نہایت عظیم الجثہ ہو جاتا ہے اور جسامت میں اضافے کے ساتھ ساتھ یہ مزید ستارے نگل جاتا ہے۔ سائنسدانوں کا خیال ہے کہ ہمارے کہکشاں کے مرکز میں بھی ایک بڑا روزن اسود موجود ہو سکتا ہے جو آس پاس کے ستاروں کو ہڑپ کر رہا ہے۔

۱۰۔ صرف میں ہوں کہ کوئی اور بھی اس دشت میں ہے؟

اکثر سوچنے والوں کے ذہنوں میں یہ سوال ابھرتا رہا ہے کہ کیا اس وسیع و عریض کائنات میں کسی اور ستارے اور سیارے پر بھی ہماری طرح کی کوئی مخلوق آباد ہو سکتی ہے؟ یا صرف ہماری زمین ہی ایسی جگہ ہے جہاں زندگی کا وجود ممکن ہے۔ سائنسدانوں کی قیاس آرائیاں مختلف ہیں۔ جہاں تک ہمارے مشاہدے کا تعلق ہے نظام شمسی میں کسی اور سیارے پر حالات ایسے سازگار نہیں ہیں کہ وہاں زندگی کا وجود ممکن ہو۔ کچھ سائنسدانوں کے نزدیک زندگی بہت نادر شے ہے جبکہ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ دیگر نظام ہائے نجوم میں بھی زندگی بکثرت موجود ہو سکتی ہے۔

سوچنا یہ ہے کہ زمین پر زندگی کا آغاز کیسے ہوا؟ سائنسدانوں کا خیال ہے کہ زندگی کا آغاز سمندروں میں ہوا۔ ابتداء میں سمندر کیمیائی مادوں سے بھرے ہوئے تھے۔ یہ مادے ایٹموں کے بنے ہوئے تھے جو آپس میں مل کر مالیکیول کی شکل اختیار کر گئے۔ تمام زندہ اشیاء کی بنیادی ترکیب تین قسموں کے مالیکیولوں سے ہوتی ہے جو کہ کاربن، آکسیجن اور ہائیڈروجن ہیں۔ یہ مالیکیول باہمی تعامل کے نتیجے میں پیچیدہ قسم کے مالیکیول یا مرکبات بناتے گئے اور کسی مرحلے پر کسی پیچیدہ ترین مالیکیول نے زندہ شے (ORGANISM) کی شکل اختیار کر لی چنانچہ سادہ ترین جاندار اشیاء وائرس (VIRUS) دراصل ایک پیچیدہ مالیکیول ہے۔ پھر اس مالیکیول میں یہ صلاحیت پیدا ہوئی کہ وہ اپنی نقل تیار کر سکے اور یوں زندگی کی زنجیر کا آغاز ہوا۔ رفتہ رفتہ پیچیدہ جاندار وجود میں آتے گئے جنہوں نے بالآخر ایک اعلیٰ منظم خلیے CELL کی شکل اختیار کر لی۔ پھر ان جانداروں میں مزید ارتقاء ہوا اور کثیر خلوی MULTICELLULAR جاندار وجود میں آئے جن میں سے کچھ سمندر سے خشکی پر منتقل ہوئے۔ ارتقاء کا یہ عمل جاری رہا اور لاکھوں برس کی تبدیلیوں کے نتیجے میں پودوں اور جانوروں کی پیدائش کی صورت میں منتج ہوا۔ کچھ جانوروں نے دوسرے جانوروں سے زیادہ ترقی کی اور ان میں سے ایک یعنی حضرت انسان

بقیہ صفحہ ۴۴ پر

جماعت خیر و فلاح

محمد بشیر کوروی

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر و اولئک ہم المفلحون (آل عمران آیت ۱۰۴)

ترجمہ: تم لوگوں میں ایک جماعت ضرور ایسی ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور بھلائی کا حکم دیا کرے اور برائی سے روکے اور یہی لوگ (دنیا و آخرت میں) کامیاب و کامران ہیں

یاد رہے کہ برائی کے غلبے اور نیکی کی شکست کا نتیجہ فساد ہے۔ اور نیکی کے غلبے اور برائی کے خاتمے کا نتیجہ صالح معاشرے کا قیام۔ شریعت فروغ خیر اور استحصال شر کے ذریعے امن و سکون اور خیر و فلاح قائم کرنے کی خواہاں ہے۔ یہ کام پہلے انفرادی طور پر اور پھر اجتماعی طور پر کرنا ہوتا ہے۔ جب فرد نیک بن جاتا ہے تو معاشرہ بھی نیک معاشرہ بن جاتا ہے۔ ایک پوری قوم میں خیر و بھلائی کی روح پھونکنے کے لئے ایک منظم گروہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس آیت میں ایسے گروہ کو جماعت (امۃ) کہا گیا ہے۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نیکی کیا ہے؟ نیکی صرف یہ نہیں کہ نماز پڑھے، روزے رکھے اور اس کے بعد جو من میں آوے کرے۔ نماز اور روزہ بجا طور پر نیکی بلکہ نیکیوں کا سرچشمہ ہیں لیکن یہ منتہائے نیکی نہیں یہ ابتدائے نیکی ہیں۔ نیکی کا تعلق دل، دماغ اور اعضاء و جوارح سے ہے۔ اس آیت کریمہ میں مذکور نیکی ہمہ گیر نیکی ہے۔ جو دوسری مخلوقات کے ساتھ روا رکھی جائے۔ ہر کوئی بندہ بشر یہی چاہتا ہے کہ اسے آزادی میسر ہو، پھلنے پھولنے کا موقع ملے، اپنی مرضی کے مطابق آزادی کے ساتھ اپنے مفاد کا کام کرے اپنے جذبات کی تسکین کا سامان بہم پہنچائے۔ کیونکہ اس کی خواہشات لامحدود ہوتی ہیں اور اس کے حدود کار بے انتہا ہوتے ہیں جن پر مادر پدر آزاد عمل نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی ایسا کرنا چاہے تو فتنہ و فساد کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ اور امن و سکون برباد ہو جاتا ہے۔ چنانچہ شریعت مطہرہ نے انسان کے اپنے مفاد میں کچھ پابندیاں عائد کی ہیں اور حقوق و فرائض کے سلسلے متعین کئے ہیں۔ چنانچہ اسے سارے حقوق دیئے گئے۔ لیکن جہاں سے دوسرے کے حقوق شروع ہوں۔ وہاں سے من پسند کام کرنے کی آزادی ختم ہوتی ہے۔ پس معلوم ہوا۔ نیکی وہ ہے جو نہ صرف ایک انسان کے لئے مفید اور نفع بخش ہو بلکہ وہ دوسروں کے لئے مفید اور فائدہ مند ہو۔

تیسرا امر یہ ہے کہ نیکی کی طرف بلانے اور بھلائی کی تلقین کرنے کے بعد برائی سے روکا جائے۔ آدمی خود برائیوں سے اجتناب کرے اور دوسروں کو بھی برائیوں کے ارتکاب سے روکے یہ اس صورت میں ممکن ہے جب برائی اور اس کی قباحتیں آدمی کی سمجھ میں آجائیں اور یہ علم ہو کہ برائی ہے کیا چیز؟ مختصراً۔ برائی سے مراد ہر وہ امر ہے جو انسان کے لئے نقصان دہ اور ضرر رسان ہو۔ جس سے کسی آدمی کی جان و مال اور عزت و آبرو کو نقصان پہنچتا ہو۔

دوسروں کو بھلائی کا حکم دینا ہی کافی نہیں بلکہ پہلے خود کو برائی سے روکنا، پھر دوسروں کو برے افعال سے روکنا لازمی ہے۔ عام طور پر ہم دوسروں کو نیکی کا حکم دیتے ہیں لیکن خود نیکی نہیں کرتے۔ اسی طرح ہم دوسروں کو برائی سے روکتے ہیں مگر خود نہیں رکتے۔ اس کو قول و فعل کا تضاد کہا جاتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت ہی ناپسندیدہ فعل ہے۔

کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا مالا تفعلون (الصف آیت ۳) اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بہت بڑی

نا پسندیدہ حرکت ہے کہ تم ایسی باتیں کرو جس پر تم عمل نہ کرتے ہو۔

ہمارے بیشتر واعظین کی باتوں کو عوام الناس ایک کان سے سن کر دوسرے سے اڑا دیتے ہیں اور ان اچھی قابل عمل باتوں پر عمل نہیں کر پاتے اس کی وجہ یہی ہے کہ واعظ خود ان پر عمل نہیں کرتے۔ جس کی وجہ سے ان کی باتوں میں قوت تاثیر کی کمی ہوتی ہے۔ جن جن برائیوں کے نقصانات اور مضر اثرات سے سامعین کو آگاہ کرتے ہیں۔ واعظ حضرات خود انہی میں ملوث ہوتے ہیں۔ چنانچہ سامعین برائیوں سے اجتناب کی بجائے ان میں ملوث ہوتے چلے جاتے ہیں۔

یہ انسانی نفسیات کا خاصہ ہے کہ نفس کو برائی سے روکنا ذرا مشکل کام ہے۔ نفس امارہ کو اپنا کیا دھرا سب اچھا لگتا ہے اور مختلف حیلوں، بہانوں اور تاویلوں کے ذریعے اپنے برے کام کی توجیہ کرتا چلا جاتا ہے دراصل نفس انسانی کو مختلف خواہشات، شہوات اور باطل خیالات وافکار سے بچانا بڑے دل گردے کا کام ہے جس کے لئے نفس کے ساتھ باقاعدہ جہاد کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ بزرگوں نے اسی کو جہاد اکبر کہا ہے۔

قول و فعل کا تضاد اس وقت ختم ہو سکتا ہے جب آدمی تزکیہ نفس کرتا ہے اور تزکیہ نفس مختلف طریقوں سے خواہشات نفسانی کو محدود کرتا ہے یہ کھانے، پینے اور سونے میں بتدریج کمی کے ذریعے نفس امارہ کو کمزور اور روح کو طاقتور بنانے کا کام ہے۔ تزکیہ نفس اندرونی پاکیزگی ہے۔ دو چار خادموں کے جلوس کے ساتھ صبح وشام گھومنا اور مرغن غذاؤں کے مزے اڑانا نہیں۔ جب تزکیہ نفس کے ذریعے اپنی ذات سے برائی یا خواہشات ختم کردی جائیں تو نیکی ہی نیکی باقی رہ جاتی ہے۔ جب یہ نیکی سے لبریز کامل انسان دوسروں کو حکم خیر و بھلائی اور اجتناب شر و معصیات کی تلقین کرتا ہے تو خود بخود لوگ جوق در جوق اس کی جانب رجوع کرتے ہیں اور جماعت میں شامل ہو کر منظم ہوتے ہیں۔ یوں ایک منظم جماعت بن جاتی ہے یہی لوگ دنیا اور آخرت میں کامیاب و کامران ہونے والے ہیں۔

بس حاصل کلام یہ ہے کہ کوئی مسلمان پہلے انفرادی طور پر اچھائی یا بھلائی کا کام کرے اور پھر ایک منظم جماعت میں شامل ہو جائے جس کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ منظم گروہ خود نیک بن جائے پھر دوسروں کو اجتماعی طور پر نیکی کی طرف بلائے اور برائی سے روکے۔

اچھائی و بھلائی کی دولت سے مالا مال اور برائی و معصیت سے پاک و منزہ جماعت کی تشکیل وقت کی اہم ترین ضرورت ہے اگرچہ ہمارا معاشرہ دوسرے ملکوں اور علاقوں کے معاشرے کے مقابلے میں بدرجہا نیک اور بہتر ہے لیکن وقت ایک سا نہیں رہتا مواصلاتی سہولتوں، دولت کی فراوانی اور مختلف معاشروں کے لوگوں کی آمد و رفت سے ہم زیادہ دیر تک خود کو آزاد نہیں رکھ سکتے۔ چنانچہ آہستہ آہستہ ہمارا اجتماعی معاشرہ بگڑ رہا ہے۔ اگلے چند برسوں میں ہمارے ملک میں سیٹلائٹ پروگرام عام ہونے والے ہیں۔ جن کی تباہ کاریوں کے اندیشے سے بہی خواہان ملت بے حد پریشان ہیں۔ ہماری نئی نسل کو ان تباہ کن رجحانات اور خرافات سے بچانا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اگر آج ہم نے ایسی جماعت تشکیل دی یا کسی ایسی خیر و فلاح والی جماعت کی طرف دست تعاون بڑھایا تو مجھے یقین ہے کہ یہ جماعت نہ صرف ہمارے معاشرے کو خرابیوں، برائیوں اور ان کے نقصانات سے محفوظ ہوتا ہوا دیکھنے میں کامیاب ہو گی بلکہ ہماری نسل کو بھی صحیح معنوں میں نیکوکار اور خیر و فلاح سے مالا مال کر سکے گی۔

بقیہ :: تعارف و تبصرۂ کتب

سخن چوں زند رای اندر عروج
باوج فلک پانہد در بروج
(زاد الجنان ص ۳۳، ص ۳۴)

بلتستان کے اس بہت بڑے عالم دین اور نامور شاعر نے ابھی عمر کی پنتالیس بہاریں دیکھی تھیں کہ علاقہ شگر میں ۱۳۰۵ھ میں ایک دعوت میں زہر ملا کر شہید کیا گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ کی تدفین کے بعد عرصہ تک آپ کی قبر سے تلاوت قرآن کی آواز سن کر لوگ حیران و ششدر رہ جاتے تھے۔ آپ کی آخری آرام گاہ خانقاہ معلٰی بلغار کے احاطے میں ہے۔

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم
تو نے وہ گنجہائے گرانمایہ کیا کئے

Copyright www.sufianoorbakhshia.org

نفسِ امارہ

رستم علی سلنگ گون

وما ابری نفسی ان النفس لامارہ باالسوء

ترجمہ: اور میں اپنے نفس کو پاک نہیں کہتا بے شک نفس برائی سکھاتا ہے۔

نفس امارہ کی تعریف:

نفس امارہ منبع اخلاق رذیلہ معصیات ہے جو ہر حال میں شہوتوں اور لذتوں کا طالب ہوتا ہے۔

تشریح:

نفس امارہ شیطان کا سب سے بڑا کارگر ہتھیار ہے۔ جسے وہ مخلوق خدا کو راہ حق سے ہٹانے اور باطل پر چلانے کے لئے استعمال کرتا ہے۔ جس سے بندہ اپنے معبود حقیقی سے دور ہو جاتا ہے چنانچہ سید العارفین شاہ سید محمد نور بخش فرماتے ہیں۔

نفس امارہ است جای خوف و بیم
موضع پالغزی و بعد عظیم!

(نفس امارہ برائی کا خوفناک اور پاؤں پھسل جانے کی جگہ ہے جہاں سے سالکان راہ حق اللہ تعالیٰ سے دور ہو سکتے ہیں۔)

نفس امارہ انسان کے دل میں خالق کی نافرمانی کا خیال ڈالتا رہتا ہے۔ روشن دل کو گناہوں کے میل سے آلودہ کرتا رہتا ہے۔ اعضائے انسانی کو گناہوں کی طرف رغبت دلاتا رہتا ہے۔ شیطان کا سب سے بڑا آلہ کار جو انسان کو گمراہ کرتا ہے، نفس امارہ ہے۔ نفس امارہ فساد شر، حرص، حسد، کبر، بغض، عداوت، غرور اور انانیت کی جڑ ہے نبی کریمؐ ہمیشہ نفس کی نگہداشت فرماتے اور ساتھ ہی رب العزت سے دعا کرتے "اے اللہ مجھے نفس امارہ کے شر سے محفوظ رکھ۔" حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی اپنی مناجات میں غفور رحیم بادشاہ حقیقی سے دعا فرماتے ہیں "اے کریم ہمارے کمزور نفس کو جو آستانہ عبودیت کا مجاور ہے بساط انس پر حضوری کا شرف عطا فرما" ایک موقع پر امام الاولیاء حضرت علیؑ نے ارشاد فرمایا "میری اور میرے نفس کی مثال ایسی ہے جیسے بکریوں کا چرواہا اپنی بکریوں کو ایک جانب لے جانے کے لئے اکٹھا کرتا ہے تو وہ دوسری طرف سے نکل جاتی ہیں۔"

حضرت جنید بغدادی کا فرمان ہے "نفس امارہ تمام احوال میں خود نما، دغا باز، پرفتن اور بعض احوال میں منافق و فاجر ہوتا ہے" ایک اور بزرگ کا فرمان ہے "نفس امارہ اپنے دعویٰ میں اللہ کا ضد اور مطالبہ میں اس کا ہمسر ہونا چاہتا ہے۔"

نفس امارہ لوگوں کو اپنا منہ میاں مٹھو بنانے پر اکساتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ اپنی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں۔ حالانکہ الحمد للہ رب العالمین فرما کر مالک یوم الدین نے اپنی تعریف کا سکہ بٹھا دیا ہے۔ فرمان رسالتؐ ہے "ایک آدمی ایسا ہے کہ دین کی راہ میں اچھے اچھے اعمال بجالاتا ہے۔ اور ان پر فخر و مباہات کا مظاہرہ کرتا ہے اپنے نیک اعمال پر بھروسہ کرتا ہے۔ اس کے بعد نفس امارہ کے کہنے پر چند چھوٹے چھوٹے گناہوں کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ قیامت کے دن مالک روز جزا اس سے سخت ناراض ہوگا۔"

علاج

نفس امارہ کی مختصر تعریف اور اس کی چند کارگزاریوں کو اجاگر کرنے کے بعد اس کے علاج کا بیان ضروری سمجھتا ہوں۔

کیونکہ کسی جسمانی بیماری کی تشخیص کے بعد اس کا علاج نہ کیا جائے یا دوا نہ دی جائے تو تشخیص کا کیا فائدہ؟

ہنگ واژدھا و شیر نر مارا تو کیا مارا
بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا

نفس امارہ کوئی مادی شے یا کوئی ذی روح نہیں جسے کسی جدید ہتھیار سے مارا جائے۔ تکبر، کینہ، حرص، طول امل، حسد، فساد، بغض، غیبت، بدگمانی، بے حیائی، خود نمائی غرض وہ تمام برائیاں جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے نفس امارہ کو بہت مرغوب ہوتی ہیں۔ جس کی مکمل بیخ کنی بغیر ریاضت کے ممکن نہیں۔ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ کہ جوں جوں آدمی تزکیہ نفس کرتا جائے گا آئینہ دل تمام آلودگیوں سے صاف ہوتا جائے گا۔ جس سے نفس امارہ کے نقائص اور فریب کاریاں سامنے آتی جائیں گی اور سابقہ گناہوں سے آلودہ زندگی پر پچھتاوے کے ساتھ آنکھوں سے اشکوں کا سیلاب بہتا جائے گا۔ احکام الٰہی سنت رسولؐ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو پہچاننے میں جستجو کرے گا۔ جیسا کہ شیخ فرید الدین عطار اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ امر و نہی حق چو داری اے ولید۔ پس مرو دنبالہ نفس پلید۔

ترجمہ: اے پسر جب تو خدا کا امر و نہی جانتا ہے۔ تو پھر نفس امارہ کی پیروی نہ کیا کر۔

مزید فرماتے ہیں

امر و نہی حق ز قرآن گوش دار
جائے شادی نیست دنیا ہوش دار

ترجمہ: امر و نہی حق کو قرآن مجید سے خوب سمجھ لے۔ ہوش کر دنیا کوئی عیش کی جگہ نہیں) نفس امارہ کو چار چیزوں ہی سے قتل کیا جاسکتا ہے۔

خنجر خاموشی، و شمشیر جوع۔ نیزہ تنہائی و ترک ہجوع

ترجمہ: خاموشی کا خنجر بھوک کی تلوار، تنہائی کا نیزہ اور ترک خواب) پس جس کسی کے پاس یہ چاروں ہتھیار نہ ہوں اس کے نفس کی اصلاح ممکن نہیں۔ چونکہ نفس ترک ہوا و ہوس ہی سے عاجز رہتا ہے۔ نادان نفس کی حقیقی گوشمالی و تذلیل انہی چیزوں میں پوشیدہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل تصوف اعتکاف جیسی عظیم عبادت و ریاضت میں مشغول ہو کر دن کو روزے رکھتے، رات کو شب بیداری کی حالت میں آہ و زاری، ذکر و فکر اور نوافل کے ذریعے قرب الٰہی حاصل کرتے اور قلیل طعام پر گزر بسر کر کے نفس کشی کیا کرتے تھے۔ قوت لایموت پر قناعت کر کے نفس امارہ کو بے چین کرتے ذکر و فکر کی بھٹی میں نفس کو جلا کر کندن بنا لیتے اور شام کی سیاہی پھیلتے ہی خلوت نشین ہو کر اپنے رب کی خوشنودی حاصل کرتے۔ شاہ سید محمد نور بخش فرماتے ہیں:

ناتوانی اے جواں شب زندہ دار
مردہ دل را کن ز غفلت ہوشیار

(اے سالک راہ حق رات بیدار رہا کرو اور غفلت کے مارے ہوئے دل کو ہوشیار رکھا کرو)

علامہ اقبال کے نزدیک تزکیہ نفس حقیقت میں خودی کی تعمیر ہے اگر خودی کی تعمیر سازی ہو جائے تو منزل خواہ کتنی ہی دور کیوں نہ ہو قریب سے قریب تر ہو جاتی ہے۔

خودی میں گم ہے خدائی تلاش کار کی راہ
یہی ہے تیرے لئے اب صلاح کار کی راہ

اب آیئے تقدیر سازی اور حصول رضائے الٰہی کا راز حضرت ابو یزید بسطامیؒ سے پوچھتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔ "میں سولہ سال تک جمال محمدیؐ یعنی دیدار رحمت دو عالمؐ کے لئے اپنے نفس پر سختیاں کرتا رہا۔ میں نے نفس امارہ کو اس مجاہدہ کے ذریعے اس طرح پگھلا دیا۔ جس طرح لوہے کی آتشین بھٹی میں پارہ پگھل جاتا ہے اس وقت میں ریاضت و مجاہدہ کی آگ میں تپتا تھا اس طرح میں نے روحانیت کی ذوالفقار تیار کی اور اللہ کے سوا تمام رشتے، دنیا کاٹ کر رکھ دیا ایسے میں مجھے محسوس ہوا کہ میں بارگاہ نبوی میں پہنچا ہوں مجھے ایک خطاب سنائی دیا۔ اے پیر بسطامی افسوس تم تا ہنوز خام ہو۔ تم تو ابھی بزم عالیہ میں حاضری کے لائق نہیں ہو۔ کمر ہمت باندھ کر پھر نفس کو اذیت دیتا رہا آخر مقام مراد تک پہنچنے میں کامیاب ہوا۔ اگر تفکرو فی الدین کے مطابق غور و فکر کیا جائے تو یہ قیمتی زندگی اتباع نفس امارہ، پیروی ہوا و ہوس، حرص، فسق و فجور، خود فراموشی، کثرت نوم، ظلم و ستم، غیض و غضب، منصب حقوق العبادہ

باقی صفحہ ۳۲ پر

سکونِ قلب

مولانا نجم الدین صوفی کراچی

انسان کو دل کا سکون اور سچی خوشی اللہ کے ذکر کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔

اگر غور سے دیکھیں تو اس دور میں ہر شخص مضطرب اور پریشان نظر آئے گا جسے دیکھیں اسے روزگار کی اور عزیز و اقارب کی دوست احباب کی اور حالات کی شکایت کرتا ہوا پائیں گے۔ کسی کو سکون اور راحت حاصل نہیں بلکہ حقیقت تو یہ ہے دور حاضر کا سب سے بڑا مسئلہ نہ جمہوریت ہے نہ حقوق ہیں اور نہ معاشی مسائل ہیں۔ بلکہ سب سے بڑا مسئلہ دل کے سکون اور اطمینان کا فقدان ہے حالانکہ آج کے انسان کو راحت اور آسائش کے وہ وسائل اور سامان حاصل ہیں جن کا اس کے آباؤ اجداد نے کبھی تصور بھی نہیں کیا ہوگا۔ یہ دنوں کا سفر گھنٹوں میں طے کرنے والے ہوائی جہاز، کاریں، یہ ریفریجریٹرز اور ائیر کنڈیشنرز یہ ساری چیزیں ہمارے آباؤ اجداد کو کہاں حاصل تھیں۔ لیکن اس کے باوجود وہ ہمارے مقابلے میں زیادہ پر سکون زندگی گزارتے تھے۔ اور ہم راحت کے تمام اسباب کے باوجود مضطرب اور پریشان ہیں بلکہ جن لوگوں کو زیادہ آسائشیں میسر ہیں وہ زیادہ پریشان ہیں سو چنانچہ مضطرب اور بے قرار انسان نے دل کا سکون حاصل کرنے کے لئے بے شمار غلط راستے اختیار کئے لیکن اسے سکون نہ مل سکا، کسی نے سوچا راحت اور سکون اقتدار میں ہے لیکن اقتدار ملنے کے بعد پتہ چلا کہ یہاں تو ایک لمحہ کا سکون نہیں۔

کوئی سمجھتا ہے کہ سکون دولت کی کثرت سے ملتا ہے۔ لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ بڑے بڑے سرمایہ داروں کا یہ حال ہے کہ انہیں کاروباری اور دوسری پریشانیوں کی وجہ سے راتوں کو بھی نیند نہیں آتی وہ خواب آور گولیوں کے بغیر سو نہیں سکتے۔

یونان کے کروڑ پتی تاجر ارسٹائل اوناسس کی بیٹی کرسٹینا اپنے باپ کی وارث اور یونان کی صنعت جہازرانی کی مالکہ ہے مگر اس ساری دولت سے وہ دل کا سکون خرید نہیں سکتی وہ ساری دنیا میں ماری ماری پھرتی ہے۔ اسے سکون نہیں ملے گا۔ یہ تمام ذرائع انسان کو حقیقی سکون نہیں دے سکے اور انسان سکون کی تلاش میں دیوانوں کی طرح مارا مارا پھر رہا ہے۔ اب خدا کی طرف سے پکار آتی ہے میرے بندے تو نے دولت کے انبار لگائے مگر تجھے سکون نہ مل سکا، تو نے وزارتیں اور بادشاہتیں حاصل کر لیں مگر تجھے سکون نہ مل سکا۔ تو نے فحاشی، عریانی، اور بدکاری کی انتہا کر دی مگر تجھے سکون نہ مل سکا۔ تو نے شراب، ہیروئن، چرس اور بھنگ استعمال کئے مگر تجھے سکون نہ مل سکا۔ تو نے نت نئے فیشن اختیار کئے مگر تجھے سکون قلب نہ مل سکا۔ تو نے سمندروں اور صحراؤں کو چھان مارا مگر سکون تجھے نہ مل سکا۔ تو چاند ستاروں تک جا پہنچا مگر تجھے سکون قلب نہ مل سکا۔

بھولے بھٹکے مسافر میرے دروازے پر آ، میں تیرا رب ہوں، میں تیری ضروریات کا کفیل اور مالک ہوں، میں تجھے حصول سکون کا راستہ دکھاؤں گا۔ یہ دنیوی چیزیں تجھے سکون نہیں دے سکتیں۔ گندگی کے ڈھیر پر بیٹھ کر تو چاہتا ہے کہ تجھے خوشبو کے دلنواز جھونکے آئیں، کانٹوں پر بستر بچھایا ہے اور چاہتا ہے کہ چبھن نہ ہو، تیل چھڑک کر تیلی جلاتا ہے اور چاہتا ہے آگ بھی نہ لگے، اپنے خالق اور مالک کو بھلائے رکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ تجھ پر پریشانیاں حاوی نہ ہوں، تجھے نہ سیم و زر کی چھنا چھن سکون دے سکتی ہے، نہ تخت و تاج ترے دل کو سکون دے سکتا ہے نہ رقص و سرود اور میوزک تیری قلبی بیماری کا علاج ہے۔ اگر تجھے سکون ملے گا تو میری یاد کی چھاؤں میں ملے گا، میرے ذکر کی خوشبو سے ملے گا (جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے "**الا بذکر اللہ تطمئن القلوب**" ترجمہ: تحقیق اللہ کے ذکر سے چین پاتے ہیں دل): تمہیں دل کا سکون اور سچی خوشی اللہ کے ذکر کے بغیر کبھی حاصل نہیں ہو سکتی، تم جب تک گناہوں کو نہیں چھوڑو گے تمہاری پریشانیاں کبھی دور نہیں ہوں گی۔

سورۃ نور میں ذکر کرنے والے مومنوں کی توصیف اس طرح کی گئی ہے۔ **رجال لا تلھیھم تجارۃ و لا بیع عن ذکر اللہ**۔ ترجمہ: وہ مرد کہ نہیں غافل ہوتے سودا کرنے میں اور نہ بیچنے میں اللہ کے ذکر سے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ہمہ وقت اپنا ذکر کرنے کی توفیق بخشے اور ہمارے قلوب کو دولت سکون سے مالا مال فرمائے۔

تقابل ادیان

غلام نبی گوروی لاہور

قرآن پاک میں دین کا لفظ مندرجہ ذیل چار معانی میں استعمال ہوا ہے

۱۔ بمعنی جزا و سزا ۔ مالک یوم الدین ۔ ۲۔ بمعنی طریقہ زندگی لکم دینکم ولی الدین ۔ ۳۔ بمعنی حکمرانی ۔ وماکان لاخذ اخاہ فی دین الملک ۔ ۴۔ بمعنی حکمرانی و تبلیغ ۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی

مذہب کی مختلف تعریفیں غیر مسلموں کی نظر میں

"مذہب" روحانی ہستیوں پر ایمان کا دوسرا نام ہے۔ ہکر

"مذہب" فریضہ کو خدائی حکم سمجھنے کا نام ہے۔ کانٹ

"مذہب" عقیدہ کی اس قوت کا نام ہے جس سے روحانی پاکیزگی حاصل ہو۔ مایہ ڈنگر

"مذہب" وہ قوت ہے جو انسان اور انسانی کریکٹر میں انقلاب پیدا کرے۔ آر ڈبلیو سوڈران

مذہب کے بارے میں غیر مسلم مفکرین کی تعریفات کا اگر بغور جائزہ لیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ مندرجہ بالا تعریفات مذہب کے صرف ایک پہلو کی وضاحت کرتی ہیں۔ حقیقت میں مذہب کا مفہوم بہت وسیع ہے اور قرآن پاک کا بیان کردہ مفہوم ہی یقیناً اس کی مکمل اور جامع تفصیل پیش کرتا ہے۔

مذہب کی ضرورت و اہمیت

اگر مذہب سے قطع نظر انسان کسی راستے کو معیاری زندگی کے طور پر اپنانا چاہے تو یہ بات اس کے سامنے آئیگی کہ غیر الہامی مفکرین کی رائے میں تفاوت ہے اور یہ بات شک و شبہ میں مبتلا کرتی ہے کہ کس کے راستے کو اپنایا جائے لیکن اگر ہم الہامی کتاب کی طرف رجوع کریں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی دعوت و تبلیغ میں مکمل یکجہتی ہے۔ جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عملی زندگی میں انسانی رہنمائی کا بندوبست بھی خود فرمایا' سورہ النحل آیت ۹ میں اسی بات کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ۔ وعلی اللہ قصد السبیل ومنہا جائر

انسان فطرتی طور پر کسی ایسی چیز کو قبول نہیں کرتا جس میں اس پر جبر و اکراہ ہو۔ اسلئے مذہب انسانی فطرت کے قریب تر ہے کہ اس میں جبری ہدایت کی بجائے الہامی ہدایت کا پہلو موجود ہے ۔ یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ انسانی زندگی کے دو پہلو ہیں ۔ ۱۔ مادی زندگی ۔ ۲۔ روحانی زندگی ۔ کائنات میں غور و فکر کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ انسان اور کائنات کی تخلیق مادی لحاظ سے بالکل مکمل ہے اور قرآن نے ایک مثال کے ذریعے یہ بات واضح بھی کردی ہے ارشاد ہے

وبالنجم ھم یھتدون

مندرجہ بالا دلیل سے یہ ثابت ہوتی ہے کہ جب انسانی زندگی کے ایک پہلو کو اتنا مکمل بنایا ہے تو یقیناً اس کی اخلاقی اور روحانی رہنمائی میں بھی کوئی کسر نہ چھوڑی ہوگی سورہ طہٰ میں اس بات کو واضح کیا گیا ہے ارشاد ہوا قالوا ربنا الذی اعطی کل شی خلقہ ثم ھدی

تقابل ادیان سے مراد

تقابل ادیان مرکب اضافی ہے جس کے معنی ہیں مختلف ادیان کے درمیان موازنہ اور مقارنہ

اس علم کو مقارنۃ العلم بھی کہتے ہیں اور مقارنۃ بین الادیان بھی۔ اصطلاحی لحاظ سے یہ ایک ایسا علم ہے جس کے ذریعے ایک دین کے اصول و قوانین کا دوسرے دین کے اصول و قوانین سے اتفاق و اختلاف واضح کیا جاتا ہے بقول طہٰ ہاشمی تقابل ادیان

دین میں ایسی تحقیق کا نام ہے جس سے دوسرے ادیان کے ساتھ موافقت رکھنے والے احکامات اور اصول سامنے آجاتے ہیں (کتاب تاریخ الادیان و فلسفہ)

عمومی حیثیت سے تخلیق کائنات کے ساتھ ہی اس کا آغاز ہو چکا تھا۔

ا۔ ارشاد ربانی ہے

ترجمہ۔ اللہ تعالی نے فرمایا کہ تم سب اس میں سے اتر جاؤ پھر تم میں سے جس کے پاس میری ہدایت آئے پس وہ اس ہدایت کی پیروی کرے تو اس کے لیے نہ کوئی خوف ہے نہ کوئی غم۔

اور اس کے بعد مختلف ادوار میں انبیاء اس تصور کو اجاگر کرتے رہے۔

حقیقی آغاز قرآن پاک کے نزول کے بعد ہوا۔ جس نے تقابل ادیان کو باقاعدہ موضوع بنایا۔ اور اس سلسلے میں چار باتیں قابل ذکر ہیں

• اسلام سے قبل تمام دین دنیا میں آچکے تھے۔ لیکن اسلام کے بعد کوئی نیا مستقل دین وجود میں نہیں آسکا۔

۲۔ قرآن پاک دنیا میں موجود تمام مذاہب کا تکمیلی خلاصہ پیش کرتا ہے۔

۳۔ یہ عجب بات ہے کہ نبی کریم کے اعلان نبوت کے وقت تمام ادیان خطہ عرب میں موجود تھے۔

۴۔ دور جدید میں کوئی ایسا نظریہ وجود میں نہیں آیا ہے اور نہ آئندہ آئے گا جو فلسفہ اسلام سے باہر ہو۔

بحیثیت وضع اسکی دو قسمیں ہیں۔ ا۔ ادیان سماوی ۔ ۲۔ ادیان غیر سماوی

ا۔ ادیان سماوی ' اسلام ' عیسائیت ' یہودیت وغیرہ

۲۔ ادیان غیر سماوی ۔ ہندو مذہب ' بدھ مت مذہب ' سکھ مذہب وغیرہ۔

اقسام ادیان بحیثیت جغرافیہ۔

ادیان عالمہ ۔ اسلام ' عیسائیت اور بدھ مت وغیرہ

ادیان قومیہ ۔ یہودیت ' ہندومت ' سکھ مت ' جین مت وغیرہ

مصادر الادیان

اس میں اختلاف ہے کہ ادیان کا مصدر کیا ہے

ا۔ غیر الہامی مذاہب کے نزدیک انسان مصدر دین ہے جیسے گوتم بدھ کا دعوی کہ تخلیق و تکوین کائنات اور حقیقت موت و حیات کو اس نے خود ہی جانا

۲۔ الہامی مذاہب کا نظریہ

الہامی مذاہب کا نظریہ یہ ہے کہ مصدر دین وحی الہی ہے بالفاظ دیگر خود ذات خداوندی مصدر دین ہے کیونکہ عقل انسانی ان تمام تر حقیقتوں کی آگاہی سے قاصر ہے۔

قرآن پاک میں تقابل ادیان

قرآن کریم کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ خالق نے تخلیق کے بعد اسے یونہی نہیں چھوڑ دیا۔ بلکہ اس کیلئے عقل و دین کا انتظام بھی کیا ہے۔ توحید فطرت انسانی میں داخل ہے' جب بھی انسان اس راہ سے ہٹتا ہے' تو اللہ تعالی اسکی ہدایت کا انتظام فرماتا ہے۔

یہ سلسلہ مسلسل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک جاری رہا یہاں تک کہ آپ پر دین کو مکمل کر دیا۔

سورہ مومنوں کی آیت ۴۴ میں ارشاد خداوندی ہے

ثم ارسلنا رسلنا تترا الخ لا یومنون

قرآن پاک ادیان کا اجمالی ذکر بھی کرتا ہے اور تفصیلی ذکر بھی

قرآن پاک میں ادیان کا اجمالی ذکر

ا ۔ انا ارسلنک بالحق بشیرا و نذیرا وان من امۃ الاخلا فیھا نذیر ۔ سورہ فاطر ۲۴

ولکل امۃ رسول ۔ ہر امت کیلئے ایک رسول ہے ۔ یونس آیت ۴۷

۳ ۔ وماکنا معذبین حتی نبعث رسولا بنی اسرائیل ایت ۱۵

Copyright www.sultanoorbakhsia.org

ترجمہ ہم عذاب نہیں دیں گے یہاں تک کہ تم میں رسول بھیج دیں۔

قرآن پاک میں ادیان کا تفصیلی ذکر

قرآن پاک کا تقریباً ایک تہائی حصہ دوسرے ادیان کی تفصیلات پر مشتمل ہے۔ مثلاً یہودیت' نصرانیت' مجوسیت وغیرہ۔ ان لوگوں کے صراط مستقیم سے انحراف کا تفصیلی ذکر ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ قرآن پاک میں سابقہ انبیاء پر نازل شدہ صحائف 'کفار و مشرکین سے دینی مباحث' حق و باطل کی کشمکش اور خیر و شر کی ازلی جنگ کا بھی ذکر آتا ہے قرآن پاک نے چھ ادیان کو ایک ہی آیت میں بیان فرمایا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

ان الذین امنوا والذین ھادوا والصابین والنصری والمجوس والذین اشرکوا۔ الخ شھید سورہ الحج ںت ۱۷

دوسرے ادیان کے لیے قرآن پاک کے بیان کردہ اصول

یعنی وہ بنیادیں کہ جن پر دوسرے ادیان کے پیروکاروں کو دعوت دی جاتی ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے ہر قوم پر حجت قائم کرنے کیلئے انبیاء اور رسل بھیجے اس لیے تمام انبیاء و رسولوں اور ان پر نازل کردہ کتابوں پر ایمان لانے کو لازم قرار دیا۔ ارشاد باری ہے **امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ.....الخ** بقرہ آیت ۲۸۵

۲۔ لیکن ان ادیان کو صرف اس وجہ سے ترک کر دینے کا حکم دیا کہ ان میں تحریف و تغیر ہو چکا ہے۔

ارشاد باری ہے **افتطمعون ان یومنوا لکم وقد کان فریق منھم یسمعون کلام اللہ یحر فونہ من بعد ما عقلوہ وھم یعلمون۔** سورۃ بقرہ آیت ۷۵

اور اس تحریف کے بنیادی مقصد کو قرآن پاک ان کی طرف سے مادی مادی منافع کا حصول قرار دیتا ہے۔

سورہ بقرہ کی آیت ۷۹ میں اس کو بالکل واضح کردیا ہے۔ **فویل للذین یکتبون الکتب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عنداللہ لیشتروا بہ ثمن اقلیل ایکسبون**

یہ وہ لوگ ہیں جو ان جاہلوں کے موافق باتیں اپنی طرف سے بنا کر لکھ دیتے تھے اور خدا کی طرف ان باتوں کو منسوب کرتے ہیں مثلاً توریت میں لکھا ہے کہ پیغمبر آخر الزمان خوبصورت' میانہ قد' گھنگھریالے بال' سیاہ آنکھیں' میانہ قد' گندم رنگ پیدا ہوں گے

انہوں نے اس آیت کو تحریف کرکے یوں لکھا ہے۔ لمبا قد' نیلی آنکھ' سیدھے بال وغیرہ تاکہ کہیں عوام نبی آخر الزمان کی تصدیق نہ کریں اور ان کے منافع دنیوی میں خلل نہ آجائے۔

۳۔ قرآن پاک توحید اور تعدد الٰہی میں موازنہ کرنے اور تعدد الٰہی کو فساد عالم کا سبب قرار دیتا ہے۔

سورہ انبیاء آیت ۲۲ میں واضح کیا ہے۔

لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا فسبحن اللہ رب العرش عما یصفون قرآن پاک اہل کتاب کو مجادلہ کی دعوت دیتا ہے لیکن احسن طریقے سے تاکہ دوسرے ادیان کو سمجھا جاسکے اور علمی دلیل سے اساسی مسائل اور مبادیات پر گفتگو کی جائے ارشاد باری ہے **قل جاء اھل الکتب تعالوا الی کلمۃ**

۵۔ خالق و مخلوق میں مقارنہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ خالق و مخلوق کو یکساں سمجھنے والوں کا رد فرماتے ہیں سورہ نحل کی آیت ۱۷ میں نقل کیا گیا ہے۔

افمن یخلق کمن لا یخلق افلا تذکرون

۶۔ ان تمام تر دلائل کا ذکر کرنے کے بعد قرآن پاک اعلان کرتا ہے کہ اسلام ہی دین حق ہے۔

ارشادی باری ہے **ان الدین عند اللہ الاسلام** آل عمران ۱۹

یہ بھی واضح کردیا ہے کہ اس دین میں تغیر و تبدل زیادتی و نقصان ممکن نہیں۔ **الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا**

سورہ المایدہ آیت ۳

Copyright www.sufinoorbakhshia.org

بقیہ فہرست مستقل خریداران نوائے صوفیہ

171 ۔ سید محمد شاہ مدرس لوئر ہائی سکول مچلو
172 ۔ اصغر علی مدرس لوئر ہائی سکول مچلو
173 ۔ عبدالحمید مدرس مڈل سکول خپلو بالا
174 ۔ نذیر حسین سٹینو ٹائپسٹ LB & RD خپلو
175 ۔ غلام عباس مدرس ہائی سکول تھلے
176 ۔ اوور سیئر محمد حسن واٹر اینڈ پاور PWD خپلو
177 ۔ آر۔ ای محمد اسحاق PWD خپلو
178 ۔ احمد علی صدر NYF خپلو ملدومر
179 ۔ محمد اسحاق شہبازی آغا خان فاؤنڈیشن خپلو
180 ۔ ٹھیکیدار غلام رسول سدپارہ ان سکردو
181 ۔ محمد اقبال ڈرائیور DC آفس خپلو
182 ۔ محمد یوسف وائس چیئرمین تھگس
183 ۔ نور محمد متعلم ہائی سکول خپلو
184 ۔ حوالدار غلام حسین گبہ براہ
185 ۔ غلام محمد متعلم لوئر ہائی سکول سرمو
186 ۔ عبدالحمید ولد ٹھیکیدار عبداللہ پرائمری سکول ڈوغنی
187 ۔ سید اکبر کاظمی پروجیکٹ منیجر LB & RD خپلو مرکز
188 ۔ عبدالکریم خپلوی NLI ۔ 3 بٹالین CAPO-Q بلتستان
189 ۔ محمد حسین سرموی دکاندار نیا بازار سکردو
190 ۔ موسیٰ بلتستانی العین ابو ظہبی
191 ۔ محمد ابراہیم متعلم ہائی سکول خپلو
192 ۔ آخوند عباس کنسٹیبل چھوغو گرونگ ڈوغنی بلتستان
193 ۔ آخوند علی مدرس خاص مقام کیاہونگ شگر
194 ۔ محمد اسماعیل پور س محلہ ڈیٹس خپلو
195 ۔
196 ۔ غلام مہدی ریاض سعودی عرب
197 ۔ اختر حسین دلشاد شہید ملت روڈ کراچی
198 ۔ سلمان علی ساقی DHQ سکردو
199 ۔ صوبیدار محمد اسماعیل FPU نمبر 17 آزاد کشمیر
200 ۔ نائب صوبیدار محمد جان FPU نمبر 17 آزاد کشمیر
201 ۔ علی محمد فرانوی نائیک FPU نمبر 17 آزاد کشمیر
202 ۔ سپاہی اکبر علی C/O FPU نمبر 17 آزاد کشمیر
203 ۔ سپاہی محمد یوسف تھلوی کلرک C/O FPU آزاد کشمیر
204 ۔ سپاہی شکور علی کوروی C/O FPU آزاد کشمیر
205 ۔ محمد حسین مچلوی C/O FPU آزاد کشمیر
206 ۔ حوالدار غلام بشیر مچلوی C/O FPU آزاد کشمیر
207 ۔ سپاہی محمد عیسیٰ کھرکوی C/O FPU آزاد کشمیر
208 ۔ حوالدار مراد علی تھلوی C/O FPU آزاد کشمیر
209 ۔ بابو علی محمد گلزار C/O FPU آزاد کشمیر
210 ۔ صوبیدار روزی علی C/O FPU آزاد کشمیر
211 ۔ احسان علی دانش متعلم ہائی سکول چھورکا شگر
212 ۔ حکیم طارق چغتائی بہاولپور
213 ۔ نبی شاہین ریاض سعودی عرب
214 ۔ انجینئر یوسف تھلوی سعودی عرب
215 ۔ الطاف حسین سپرٹینڈنٹ فارسٹ آفس سکردو
216 ۔ غلام حسین تبسم صدر NYF ہوشے یونٹ
217 ۔ ڈاکٹر آغا حسین ہمدانی اسلام آباد

بقیہ : حقیقت کائنات

احسن تقویم کے ساتھ اشرف المخلوقات بنا اور خلیفۃ الارض اور مسجود ملائک ٹھہرا۔ مولانا روم نے اپنی مثنوی میں ارتقائے انسانی کی ان کڑیوں کی واضح نشاندہی کی ہے۔

ممکن ہے کہ اس کائنات میں کسی اور ستارے یا سیارے پر بھی ہماری طرح کی ذہین مخلوق موجود ہو' جس کے ساتھ ریڈیائی لہروں کے ذریعے ہماری گفتگو ہو سکے۔ ایسی گفتگو تاریخ انسانی کی اہم ترین گفتگو ہوگی۔

بقیہ : نفس امارہ

خیانت ریاکاری، خودپسندی، نمود و نمائش لہو و لعب، انانیت اور حرام خوری جیسی لعنتوں میں پڑ کر ضائع کرنے کی بجائے اتباع احکام خدا و رسولؐ خدا، تزکیہ نفس، عرفان نفس، محبت اولیاء، صحبت علمائے حقیقی، کثرت ذکر و فکر مخالفت نفس امارہ اور خوف الٰہی میں گزاری جائے تو فلاح دارین کا موجب اور حصول رضائے الٰہی کا سبب ہوگا۔

Copyright www.sufianoorbakhshia.org

دنیائے تصوف کی خبریں

میدانی اعتکاف کے نورانی اجتماعات

شکور علی انور کوروی

عرفان و تصوف کے متوالوں کی ہر سال اعتکاف نشینی کا سلسلہ روح پرور جاری و ساری ہے امسال پھر محترم فقیر محمد ابراہیم صاحب کی زیر نگرانی بلتستان کے مختلف موضعات میں میدانی اعتکاف (عظمیٰ) کے مختلف اجتماعات منعقد ہوئے اور تمام اجتماعی اعتکاف کے کیمپوں کی کارگزاری نہایت خوشگوار، قابل قدر اور دل افروز ثابت ہوئی اس سلسلے کا ایک اجتماع چھوربٹ فرانو بروق (پہاڑی) پر منعقد ہوا۔ اس اجتماع کی قیادت اخوند عبدالکریم صاحب اور صوفی عبدالحمید صاحب کر رہے تھے اجتماع میں مجموعی شرکاء کی تعداد اٹھائیس تھی۔

دوسرا اجتماع تھگس بروق (پہاڑی) پر انعقاد پذیر ہوا۔ جس کی قیادت بوار رستم علی صاحب کر رہے تھے۔ اجتماع میں شرکت کرنے والے خوش نصیبوں کی تعداد چوبیس تھی۔

تیسرے میدانی اعتکاف کا رونق افروز اور روح پرور اجتماع موضع براہ کے بروق پر منعقد ہوا اس قافلہ کی قیادت کا شرف اخوند رستم علی صاحب کو حاصل رہا کل شرکاء کی تعداد ۸۱ تھی۔ چوتھا روحانی اجتماع ضلع گانچھے کے صدر مقام خپلو کے بروق میں تقریباً پچاس افراد کی شرکت سے ہوا۔ شرکاء ایک عشرے کے منذور اعتکاف کو خوش اسلوبی سے مکمل کرکے تزکیہ نفس کرنے اور مسلسل ریاضت و مجاہدہ اور روحانی انجلا کے مہم میں مصروف عمل رہے۔ اجتماعات میں صوم نہار، قیام لیل کے خوش نصیب ساعات و ماحول ذکر و فکر اور چشم تر ورد وظائف نیز تسبیح تہلیل کے فلک شگاف نعروں اور آہ و بکا کا سماں اور تجلیات الہیٰ کے لطائف سے معمور ماحول تھا۔ کوئی وجد میں مست کوئی ذکر و ضرب میں معروف کوئی مراقبے میں غرق کوئی مشاہدے میں محو و مسرور تھا۔ ہر ایک نئی دنیا اور نئے عالم کا مالک تھا۔ دراصل ہر کوئی عشق حق اور شراب طہور کے ساقی کو پکار پکار کر قلبی سکون کا متلاشی بن رہا تھا الحمدللہ یہ نورانی اور روحانی محافل نہایت کامیابی اور خوش اسلوبی سے اختتام پذیر ہوئیں۔

یوں تو ایک روزہ سہ روزہ اجتماعی اعتکاف کی تربیت ہوتی رہتی ہے۔ مگر ایک عشرے کا میدانی اعتکاف (عظمیٰ) ہر سال صرف گرمی کے موسم میں ہوا کرتا ہے۔ جسے جنگلوں میں ہی انجام دینا ہوتا ہے اور اس دوران خانقاہوں سے نکل کر رسم شبیری ادا کرنے کیلئے تربیت لینا ہوتی ہے اور مکمل طور پر مجاہدے کی ذمہ داریاں بتائی جاتی ہیں۔

یہ اجتماعات نہایت ہی روح پرور ہوا کرتی ہیں۔ حسب ضرورت اجتماعات کی نگرانی بہ نفس نفیس خود اخوند فقیر محمد ابراہیم صاحب فرمایا کرتے ہیں۔

تاہم ان کی مصروفیات کی بہتات کے دوران ان کے امر کے تحت مختلف اہل تمیز اجتماع کی قیادت کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ قائد کے اوپر جملہ شرکاء کی روحانی و جسمانی ضرورتوں اور مسائل کے حل کا بوجھ عائد ہوتا ہے۔

دراصل ان اجتماعات کی معنوی قیادت وہی کر رہے ہوتے ہیں۔ جن کو فضل ربی کا مکمل دسترس اور امر ایزدی کا اشارہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے یہ اجتماعات لق و دق صحراؤں اور جنگلوں میں ہوتے ہیں اس کے باوجود کسی قسم کی بلا و آفت، شیطانی وساوس اور دماغی اختلاف و جسمانی نقص جیسے سنگین خطرات سے دوچار نہیں ہوتے۔ اور وہ دخل اور ناری حملوں سے نمٹنے کے لئے ہمیشہ مستعد رہتے ہیں۔ اور ہر شریک اعتکاف خوش نصیب اپنے ہوش و حواس سے قلبی راحت و سکون کے ساتھ کشف و شہود کے غیبی لطائف سے بھی بہرہ ور رہتا ہے خدا تعالیٰ

کے اس فضل و کرم سے وہی انسان فیض یاب ہوتا ہے جو حقیقی معنوں میں توبہ کرتا ہے۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے کہ آج ایک ایسی فضا دنیائے نوربخشیت میں قائم ہو چکی ہے کہ دنیا ایک طرف ہو جائے۔ مجاہدہ و ریاضت کا یہ اجتماعی سلسلہ جاری ساری رہنے کی واضح راہ ہموار ہو گئی ہے اور عوام الناس اس زنجیر سے کڑی بہ کڑی ملتے جا رہے ہیں اور شمع سے شمع جلتی جا رہی ہے۔ شائقین ریاضت دیوانہ وار تیار ہوتے جا رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کے ذکر و فکر عشق و مراد کی طلب اور جستجو سے اصحاب صفہ کی بیتابی اور ماحول کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ خاص کر نوجوان عناصر کا اعتکاف کی طرف بڑھتا ہوا رجحان نہایت ہی قابل قدر اور رقت انگیز ہے مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ کئی علماء اپنی انا کی آڑ میں اب تک بہت پیچھے ہیں۔ سلف صالحین کے یادگار اعتکاف خانے سوالیہ نشان کیوں بن رہے ہیں؟ ہم کس دہانے سے گزر رہے ہیں؟ یہ اپنے گریبان جھانکنے کا وقت ہے۔

اے طائر لا ہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

ریاضت و مجاہدہ ایک مسلمان کا حق ہے چاہے وہ کسی قوم، مسلک یا منصب کا حامل ہو اس کی تربیت اور مناسب انداز کے حصول کی کوئی تمنا رکھتا ہے۔ تو گویا اس نے اپنی عاقبت کو سنوارنے کی سعی کی ہے۔ اس دائرہ کار سے توبہ و انابت کا موقع ملتا ہے۔ تلافی مافات کی توفیق ہوتی ہے۔ اخلاق و عادات میں بہتر تبدیلی اور روحانی عالم میں انقلاب پیدا ہوتا ہے۔ فرد گناہوں سے بچتا ہے حقیقی مرد بن کر نکلتا ہے۔ دل سے خناس لعین کو نکال پھینکتا ہے۔ اپنے تئیں مخنس ہونے سے احتراز کرتا ہے نیز دین و دنیا دونوں میں سرخرو بن جاتا ہے۔

سب سے خوش آئند بات یہ ہے یہ اجتماعات تبلیغ کا بہترین ذریعہ ثابت ہوئے ہیں باہم محبت و جاذبیت کی فضا سازگار ہو رہی ہے۔ بے نمازیوں کو نمازی بے دینوں کو دیندار بے عملوں کو با عمل بنانے میں بہت ہی موثر کردار ادا کر رہے ہیں۔

کیونکہ ان اجتماعات کے اختتام پر علم و عرفان کے مقررین اپنی اپنی روح پرور تقاریر سے اہل ایمان کے دلوں کو خوب گرماتے بھی ہیں۔ اسی سلسلے میں فرانو بروق کے اجتماعی اعتکاف کے اختتام کے موقع پر قبلہ فقیر محمد ابراہیم صاحب نے مگس بروق کے اجتماع سے بوا رستم علی صاحب نے براہ بروق کے اجتماع سے مولوی شکور علی انور مولانا عبدالحمید صاحب اور بوا رستم علی صاحب نے خپلو وادی کے اجتماع سے مولانا عبدالسلام صاحب مولانا عبدالرحیم صاحب قاری محمد ابراہیم صاحب مولانا محمد علی عارف صاحب اور مولانا محمد باقر قریشی صاحب نے خطاب کیا۔ اپنے اپنے خطاب میں تزکیہ نفس و باطن اور فلسفہ ریاضت مجاہدہ پر قرآن و حدیث اور سلف صالحین اولیاء کرام کی زندگیوں سے شواہد و ثبوت کے ساتھ روشنیاں ڈالیں۔

اور مقررین نے عوام پر زور دیا ہے کہ یہ مادی دور ہے اس دور میں ہمیں مذہبی، اسلامی اور اخلاقی انحطاط و بحران سے نکلنے اور اس کا سختی سے مقابلہ کرنے کی ضرورت ہے۔ جس کی موثر کامیابی کیلئے دائرہ ریاضت مجاہدہ اور اعتکاف نشینی کو آگے بڑھانے میں سب عوام کا تعاون درکار ہے۔

انہوں نے یہ امید ظاہر کی ہے کہ وہ وقت دور نہیں کہ ہمیں عنقریب سلف صالحین کا سنہرا دور واپس مل جائے گا۔ اور ہم سب ایک ہی سمت میں رواں دواں ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

جامعۃ الصفہ کریس کا افتتاح

مورخہ ۱۴ اگست ۱۹۹۳ء کو پیر نوربخشیہ جناب سید محمد شاہ نورانی نے اپنے دست مبارک سے "جامعۃ الصفہ" کریس کا افتتاح کیا افتتاحی تقریب میں پاکستان بھر سے نوربخشی علماء و دانشور شریک تھے۔ افتتاحی تقریب کے بعد علماء کرام و دانشوروں نے تنظیم فدائیان آل رسول صوفیہ نوربخشیہ کریس بلتستان (رجسٹرڈ) کے زیر اہتمام قائم شدہ "دار المطالعہ" کا دورہ کیا جس میں فخر العلماء مفتی محمد عبداللہ، سید محمد علی کوروی، مولوی محمد محسن علی سرموی، مولوی عبدالسلام، فقیر محمد ابراہیم مولوی محمد اشتیاق کوروی، مولانا محمد ابراہیم فیضی یوچنگ، فدا حسین زیدی ممبر ناردرن ایریا کونسل، غلام حسن حسنو، سید محمد شاہ اطہر مہتمم جامعہ شاہ ہمدان سرمک، اسحاق شہبازی، سید محمد شاہ تھلوی شامل تھے۔ علماء اور معززین کو تنظیم ہذا کے شعبہ نشر

واشاعت کی جانب سے شائع کردہ کتابچہ "پیام حق" کا ایک ایک نسخہ پیش کیا گیا۔ جسے معززین نے خوب سراہا اور تنظیم ہذا کو نور بخشیوں کے لئے قابل تقلید قرار دیا۔



اہل تصوف کے
ممتاز عالم دین
سید محمد زاہد
حسین الموسوی

میر واعظ سینو بلتستان کی اچانک وفات پر تعزیتی اجلاس

۴ جولائی ۱۹۹۴ء بروز پیر تلس میں مرکزی تنظیم اشاعت الھدیٰ تلس (رجسٹرڈ) پاکستان کے مرکزی دفتر کے سامنے شاہ ہمدان گرون میں ایک تعزیتی جلسہ مرکزی صدر جناب مولانا فضل علی تبسم کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ شرکائے اجلاس نے جناب سید محمد زاہد حسین صاحب کے اچانک انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا اور مفکر نور بخشیہ جناب سید زاہد حسین مرحوم کی دینی دلچسپی اور دینی خدمات کو دل کی گہرائیوں سے خراج تحسین پیش کیا گیا۔

اظہار تعزیت

نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن یونٹ دم سم کا ایک تعزیتی اجلاس جناب مراد علی مرکزی فنانس سیکرٹری این وائی ایف پاکستان کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں این وائی ایف دم سم کے اراکین این وائی ایف سینو یونٹ کے اراکین اور لچھت کندوس یونٹ کے اراکین نے بھی شرکت کی۔ اجلاس میں ستارہ تصوف سید زاہد حسین الموسوی المعروف بوا محمد میر واعظ سینو بلتستان کی اچانک وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔

جامع مسجد صوفیہ نور بخشیہ عوامی کالونی کورنگی کراچی میں محفل میلاد کا انعقاد

جامع مسجد صوفیہ نور بخشیہ عوامی کالونی میں ایک پروقار محفل میلاد منعقد ہوئی۔ تقریب کی صدارت خطیب جامع مسجد مولانا محمد حسن نیازی نے کی جبکہ مہمان خصوصی تنظیم فلاح و بہبود نوجوانان صوفیہ نور بخشیہ سرسیک عوامی کالونی کے جنرل سیکرٹری جناب محمد یوسف نے انجام دی۔ اس تقریب میں سکولوں کے بچوں کے درمیان نعت خوانی کے مقابلے بھی ہوئے اس محفل سے یونٹ کے جنرل سیکرٹری غلام رضا شاہین، نائب صدر محمد نعیم اور مولانا محمد حسن نیازی نے خطاب کیا۔

تعزیتی اجلاس

مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۹۴ء کو کراچی محمود آباد میں تحریک اتحاد نور بخشیہ شگر کراچی زون کی ماہانہ میٹنگ منعقد ہوئی جس میں بلتستان شگر الچوڑی کے عظیم بزرگ جناب سید مرتضیٰ صاحب میر واعظ خانقاہ معلیٰ الچوڑی شگر اور تحریک کے عظیم کارکن رستم علی کی رفیقۂ حیات کے انتقال پر انتہائی دکھ اور رنج و الم کا اظہار کرتے ہوئے فاتحہ خوانی کی گئی۔

بلغار میں روحانی تربیت کا پہلا کیمپ

مورخہ ۱۸ اگست ۱۹۹۴ء بروز جمعرات خانقاہ معلیٰ صوفیہ نور بخشیہ بلغار میں پہلی دفعہ روحانی تربیت کا کیمپ لگایا گیا۔ اس ابتدائی اعتکاف میں ساٹھ اہل تصوف نے شرکت کا شرف حاصل کیا۔ خانقاہیں جو عرصہ دراز سے روحانیت سے خالی تھیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آباد ہو رہی ہیں۔ اور مساجد اور خانقاہوں سے اوراد اور دعاؤں کی روح پرور صدائیں آ رہی ہیں۔ اور یوں صوفیانہ اسلامی معاشرہ کا قیام ممکن ہوتا دکھائی دے رہا ہے۔

Copyright www.sufianoorbakhshia.org

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن ڈوغنی یونٹ کی نئی کابینہ

مورخہ ۱۹ اگست جناب مولوی شیر علی صدر انجمن صوفیہ نوربخشیہ ڈوغنی کی زیر صدارت نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن ڈوغنی کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں متفقہ طور پر درج ذیل عہدیداروں کو منتخب کیا گیا۔

۱۔ صدر اخوند محمد حسین کاشف

۲۔ نائب صدر غلام علی عاصی

۳۔ جنرل سیکرٹری محمد یعقوب

۴۔ ڈپٹی جنرل سیکرٹری شیر علی مرزا

علی خان نشرواشاعت
سیکرٹری نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن
ڈوغنی یونٹ

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کورنگی یونٹ کراچی کی تنظیم نو اور انتخابات

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کورنگی یونٹ کی تنظیم نو کی گئی ہے جس میں درج ذیل عہدیداروں کا انتخاب عمل میں آیا۔

۱۔ محمد حسن صاحب صدر

۲۔ غلام رضا شاہین جنرل سیکرٹری

۳۔ محمد علی صاحب نائب صدر

۴۔ محمد نعیم صاحب سینئر نائب صدر

۵۔ نثار احمد حسرت رابطہ سیکرٹری

۶۔ محمد عبداللہ صاحب جوائنٹ سیکرٹری

۷۔ منظور حسین پریس سیکرٹری

۸۔ محمد ابراہیم شوق فنانس سیکرٹری

حلف برداری کی تقریب سرمیکی ہاؤس میں منعقد ہوئی تقریب کی صدارت جناب امیر علی ممتاز صاحب نے کی۔ جبکہ نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن پاکستان نے مرکزی صدر جناب محمد باقر دارا مہمان خصوصی تھے۔ حلف برداری کی تقریب میں عوام کی ایک بہت بڑی تعداد نے شرکت کی۔

تیرہویں صدی ہجری کے مشہور شاعر و مصنف اخوند سلطان علی القاسمی کے تصانیف و شاعری پر سیمینار کا انعقاد

مدرسہ نصرت الاسلام فرنو کھا بلغار میں ایک تاریخی سیمینار منعقد ہوا۔ اس سیمینار کے مہمان خصوصی نوجوان شاعر جناب محمد محمود احمد مفکر نبیرہ اخون سلطان علی تھے۔ جبکہ صوبیدار ابراہیم نے صدارت کے فرائض سرانجام دیئے۔

سیمینار میں بلتستان کے سب سے بڑے عالم دین، شاعر، مؤرخ اور مصنف اخوند سلطان علی القاسمی کی دینی خدمات پر روشنی ڈالی گئی۔ سجاد حسین بلغاری نے خطبہ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے اخوند سلطان علی کی دینی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ انہوں نے تمام محققین اور علماء پر زور دیا کہ وہ تحقیق کے میدان میں آئیں اور صوفیاء کی تعلیمات کو دنیا میں پھیلائیں دیگر مقررین کی تقاریر کے بعد جناب محمود احمد مفکر نبیرہ اخوند سلطان علی القاسمی نے اپنا خصوصی مقالہ پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت اخوند صاحب صوفیہ نوربخشیہ کے عظیم مفکر، شاعر مؤرخ اور مصنف تھے۔ انہوں نے فقہ احوط جیسی عظیم کتاب کا فارسی میں منظوم ترجمہ کیا۔ ان کی مایہ ناز تصنیف بوق بوق نامہ اور بذاولجان کو تحقیق کر کے حاصل کرنے پر این وائی ایف کا شکریہ ادا کیا جانا ضروری ہے۔ انہوں نے حضرت اخوند کی حیات و خدمات کے مختلف پہلوؤں پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ صدر جلسہ بابو محمد ابراہیم صاحب نے نوجوانوں کی تحقیق اور دیگر خدمات کو بہت سراہا۔ آخر میں جناب صوفی علی محمد صاحب کی روح پرور دعائیہ کلمات کے ساتھ یہ سیمینار اختتام کو پہنچا۔

نیاز علی عابد
سیکرٹری نشرواشاعت ولائبریرین
نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن فرنو کھا یونٹ

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن خوڑو کھا بلغار کے سالانہ انتخابات

۱۷ اگست ۱۹۹۴ء کو نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن خوڑو کھا

Copyright www.noorbakhshia.org

یوتھ کے زیر اہتمام ایک پروقار تقریب ہوئی جس میں مولانا محمد اسحاق، صوفی علی محمد اور بابو محمد ابراہیم نے این وائی ایف بلغار کی شاندار کارکردگی کو خراج تحسین پیش کیا اور درج ذیل عہدیدار منتخب ہوئے:۔

١۔ صدر جعفر علی خیالی صاحب
٢۔ سینئر نائب صدر نیاز علی عابد صاحب
٣۔ نائب صدر محمد حسین حسینی صاحب
٤۔ جنرل سیکرٹری محمد ابراہیم انجم صاحب
٥۔ ڈپٹی جنرل سیکرٹری افتخار علی افق صاحب
٦۔ فنانس سیکرٹری جعفر علی قلوی صاحب
٧۔ ڈپٹی فنانس سیکرٹری شمس الدین ثاقب صاحب
٨۔ سیکرٹری نشرواشاعت ولائبریرین نیاز علی عابد صاحب
٩۔ ڈپٹی سیکرٹری نشرواشاعت ولائبریرین محمد ابراہیم انجم صاحب

محمد ابراہیم انجم
جنرل سیکرٹری NYF
خوزو کھا بلغار

دایہ و دائیگاں

اخوند رضا

تانہ گریہ ابر کے خندد چمن
تانہ گریہ طفل کے جوشد لبن
طفل یک روزہ ہمی داند طریق
کہ بہ گریم تا رسد دایہ شفیق!
تو نمی دانی کہ دایہ دائیگاں
کم دہد بے گریہ شہرت رائیگاں
(مولانا رومؒ)

ترجمہ: کیا آپ نے کبھی اس بات پر غور نہیں کیا کہ جب تک ابر نہیں روتا چمن نہیں کھلتا اور پودوں پر شگفتگی نہیں آتی۔

اور جب تک بچہ نہیں روتا ماں کی چھاتیوں میں دودھ جوش نہیں مارتا۔ ایک دن کا بچہ کس طرح دودھ ملنے کے طریقے کو پہچانتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ وہ جب تک نہیں روئے گا۔ اسے دودھ نہیں ملے گا۔ اور ماں کے دل میں شفقت پیدا نہیں ہوگی۔ اس کا مطلب و مقصد یہ ہے کہ جب تک ہم اپنے آپ کو زحمت و کلفت، محنت و مشقت میں نہیں ڈالیں گے اور فطری تقاضوں اور اصولوں کو نہیں اپنائیں گے اپنی منزل و مقصود اور مراد کو نہیں پا سکیں گے۔ ہر مقصد اور مدعا کے حصول کے لئے جدوجہد اور محنت و مشقت درکار ہوتی ہے یہی قاعدہ قدرت ہے کہ اللہ رب رحیم و کریم کا دریائے رحمت اسی وقت جوش میں آتا ہے جب اس کے سینہ غور و فکر عجز و انکساری سے اس کے حضور میں گڑ گڑائے اور آہ و فغاں سے نالہ شیون بلند کرے۔

گناہوں کا علاج

اخوند رضا

مولانا شبلی نعمانی ایک حکیم سے عرض کر رہے تھے کہ مجھے گناہوں کا مرض لاحق ہو گیا ہے اگر آپ کے پاس اس مرض کی بھی دوا ہو تو عنایت کیجئے سہاں یہ باتیں ہو رہی تھیں۔ اور سامنے میدان میں ایک پراگندہ حال شخص تنکے چننے میں مصروف تھا، اس نے یہ باتیں سن لیں اور سر اٹھا کر کہا "اے شبلی یہاں آؤ اس مرض کی دوا میں بتاتا ہوں" حیا کے پھول صبر و شکر کے پھل، عجز و نیاز کی جڑ، غم کی کونپل، سچائی کے درخت کے پتے، ادب کی چھال، حسن اخلاق کے بیج، یہ سب لے کر ریاضت کے ہاون دستہ میں کوٹنا شروع کرو اور اشک پشیمانی کا عرق ان میں روز ملاتے رہو۔ ان سب کو دل کی دیگچی میں بھر کر شوق کے چولہے میں پکاؤ۔ جب پک کر تیار ہو جائے تو صفائے قلبی کی تھال میں چھان لو۔ اور شیریں زبانی کی شکر ملا کر محبت کی تیز آنچ دو۔ جس وقت تیار ہو کر اترے تو اس کو خوف خدا کی ہوا سے ٹھنڈا کر کے استعمال کرو۔" یہ ہے گناہوں کا علاج"

Copyright www.sufianoorbakhshia.org

قارئین کے خطوط

ایڈیٹر کا مراسلہ نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں ہے

بحمد اللہ اپنے اعلیٰ علمی معیار اور مفید مقصدیت کے باعث "نوائے صوفیہ" عرب اور افریقی ممالک میں بھی مقبول ہو رہا ہے۔ جنوبی افریقہ سے موصول ہونے والے ایک خط کا حصہ ذیل میں دیا جا رہا ہے۔

We are pleased to note that your institute is responsible for the publication of the prestigious magazine "MONTHLY NAWA-E-SUFIA". We believe that it will be of immense help in the goals we have indicated. It would be greatly appreciated if you could include our Trust on your mailing list to facilitate our research programme.

Yours sincerely,

Dr. Ayoub Moola
Al-Hilal Trust,
South Africa.

۱۔ ماہنامہ "نوائے صوفیہ شمارہ نمبر" موصول ہوا، بے حد ممنون ہوں۔ رسالہ میں شامل مضامین سب ہی معیاری تھے خصوصاً مولوی عبدالحمید کا حقوق قرآن محمد اسماعیل کریسی کا سلسلۃ الذہب۔ اقوال صوفیہ۔ افکار نو۔ مسلمان کون؟ اور دولت صاحب کا مضمون سال نو اور تعلیمات شاہ ہمدان کی ضرورت یہ تمام مضامین خصوصی اہمیت کے حامل ہیں نوجوان تعلیم یافتہ قلم کار حضرات کا جذبہ قابل صد تعریف ہے مگر علمائے کرام کی طرف سے مضامین نہ آنا باعث حیرت ہے۔

— صوبیدار محمد اسماعیل سرمیکی
آزاد کشمیر

آپ کا موقر رسالہ نوائے صوفیہ ملا۔ مطالعہ کرنے سے یہ بات منکشف ہوئی کہ یہ ایک دینی دعوتی لٹریچر ہے امید ہے کہ آپ کا تعاون ختم نبوت کے لئے ہمارے ساتھ برقرار رہے گا۔

انچارج ختم نبوت لائبریری
کورنگی کراچی

نوائے صوفیہ کے تقریباً تمام مضامین معیاری آرہے ہیں۔ تاہم مفکر قوم علامہ محمد بشیر صاحب کے فکر انگیز مضامین زیادہ سے زیادہ شامل اشاعت کرنے کی ضرورت ہے۔ ڈاکٹر غازی صاحب کے مضامین عصر حاضر کے تقاضوں کے عین مطابق ہیں۔ ماہنامہ کے اجراء پر NYF خوزو کھا بلغار کی جانب سے ادارہ نوائے صوفیہ کو مبارکباد۔

جعفر علی خیالی
صدر NYF خوزو کھا بلغار

نوائے صوفیہ کے اجراء سے شگر کے اہل تصوف کو جو حوصلہ اور جذبہ ملا ہے وہ قابل تعریف ہے اس رسالہ سے گم گشتہ یادیں اور بزرگان دین کے متعلق تحقیقی مقالے پڑھنے کو ملتے ہیں۔ گھر بیٹھے بیٹھے مذہبی معلومات حاصل ہو جاتی ہیں۔ آپ لوگوں کی کوششوں سے اس غریب دین کو جو سہارا ملا ہے۔ اس کی جزا اللہ تعالیٰ ضرور دے گا۔ آئندہ مجھے رسالہ گھر بھیجا کریں نوازش ہو گی

محمد ابراہیم
ہورچش شگر

نوائے صوفیہ کا پہلا شمارہ ملا داد دینے کے لئے میرے پاس

موزوں الفاظ نہیں ۔ یہ واحد رسالہ ہے جو تصوف کا ترجمان بن کر ابھر رہا ہے ۔ اس ترجمانی کی بدولت اہلیان نور بخشیہ پستی سے ضرور نکل آئیں گے ۔ انشاء اللہ میری دعا ہے کہ خدائے لم یزل اس ادارے میں کام کرنے والوں کو دن دگنی اور رات چوگنی ترقی عطا فرمائے ۔

بابو محمد تقی شگر

آپ کا جاری کردہ رسالہ "نوائے صوفیہ" نظر سے گزرا ۔ ماشاء اللہ اس کے تمام مضامین تصوف نہایت جامع ہیں ۔ امید قوی ہے کہ یہ رسالہ تعلیمات صوفیا کا علمبردار ثابت ہوگا ۔ آپ اس رسالہ میں تمام سلاسل تصوف کی تعلیمات کو جگہ دیں تو رسالہ بہت جامع ثابت ہو سکتا ہے اور اسے ماہنامہ بنانے کی کوشش کریں ۔

دوسری اہم بات یہ کہ آپ اسلام آباد میں سلسلہ نور بخشیہ کی کتابیں اردو ۔ فارسی میں مہیا کرنے کا انتظام کریں ۔ پاکستان میں جہاں بھی اس سلسلہ کی کتب تصوف طبع ہوں یہ ایک ہی مرکز کی طرف سے مہیا ہو جائیں ۔ تاکہ قاری کو پریشانی نہ ہو وہ سب طبع شدہ کتابیں ایک ہی جگہ سے خرید لے ۔ اس سلسلے میں آپ ایک ادارہ اسلام آباد میں بنائیں یا لاہور میں یا کراچی میں اور فوراً ہی اس سلسلہ میں کتابوں کا انتظام کریں ۔

اس وقت تک پاکستان میں سلسلہ نور بخشیہ کی کون کون سی کتابیں طبع ہو چکی ہیں ان کے نام اور قیمت تحریر کریں ۔ کیا سلسلہ نور بخشیہ کی فارسی زبان میں کتابیں مہیا ہو سکتی ہیں اور کون کونسی ؟

نوائے صوفیہ کا شاہ ہمدان نمبر کب شائع ہوگا ؟ نوائے صوفیہ کے جس شمارہ میں کتابوں پر تبصرہ شائع ہوا ہے اگر یہ بندہ کو مرحمت فرمائیں تو مشکور ہوں گا ۔ دیگر کار لائق سے یاد فرمائیں ۔ جواب کا منتظر رہوں گا ۔

اوراد کی کیسٹ آپ سے کس طرح خریدی جا سکتی ہے ؟

محمد نعیم طاہر سہروردی ایم اے ۔ بی ۔ ایڈ
سبزپور ضلع رحیم یار خان

بندہ علمی ریسرچ میں کوشاں اور ساعی ہے اس کوشش میں آپ کی اشد ضرورت ہے ۔ کیونکہ آپ اپنے رسالہ میں علمی مقالے شائع کرتے ہیں اور بندہ کو اس علمی ریسرچ کی اشد ضرورت ہے ۔

امید ہے کہ آپ بندہ کو اپنا رسالہ ارسال فرماتے رہا کریں گے تاکہ بندہ ریسرچ سے مستفید ہوتا رہے امید ہے کہ نظر انداز نہیں فرمائیں گے ۔

حکیم طارق چغتائی تحقیقات بہاولپور اکیڈمی
نزد تانگہ اڈا چوک منیر شہید احمد پور شرقیہ

نوائے صوفیہ کو ماہنامہ بنا کر آپ نے قارئین کی ایک دیرینہ تمنا اور خواہش کو پورا فرمایا ہے ۔ اس موقع پر میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے آپ کی کاوشوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں ۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کی عمر بھی آپ کو لگ جائے اور قوم کو آپ کی عالمانہ اور فاضلانہ رہنمائی میں مشن شاہ ہمدان و شاہ سید کو عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور پوری دنیا میں ہماری آواز اور اتحاد بین المسلمین کا یہ پیغام پہنچ جائے ۔

سجاد حسین بلغاری مال مظفر آباد

ماہنامہ نوائے صوفیہ پڑھ کر انتہائی خوشی ہوئی یہ باشعور افراد کے لئے نوید مسرت لے کر آیا ہے میری جانب سے نوائے صوفیہ کے بانی و مدیر علامہ بشیر صاحب اور دیگر احباب کو مبارک باد پیش ہے ۔

غلام محمد غالب
ڈگری کالج سکردو

ماہنامہ نوائے صوفیہ ملا پڑھ کر خوشی ہوئی نسبتاً پرچہ متوازن ہے ۔ نعیم صاحب کا تذکرہ و تفکر آربیری کا اصلاحی تصوف اور عبدالحمید کا حقوق قرآن بہت پسند آیا ۔ عبدالحمید کا مضمون بے حد جاندار اور دلکش ہے اللہ کرے زور قلم اور زیادہ ۔ آمین

غلام حسن حسنو خپلو

Copyright www.sufianoorbakhshia.org

قوم میں ذہنی انقلاب کی ایک پر تاثیر روح پھونکنے کے لئے نوائے صوفیہ کی اشاعت کو دل کی گہرائیوں سے سراہتے ہیں یہ دین دوستی کا بہت بڑا ثبوت ہے۔ یہ مجلہ قوم کو خواب غفلت سے بیدار کرنے اور دینی معلومات فراہم کرنے کا واحد ذریعہ ہے۔

سپاہی ذوالفقار علی انجم
کوروی گلشن ٹاؤن

ماہنامہ نوائے صوفیہ کے اجراء پر تمام اہل تصوف کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں ادارہ نوائے صوفیہ نے ہماری قلبی بڑھاس نکال کر سرشار کر دیا ہے نوائے صوفیہ تمام وقت کے تقاضوں کو پورا کرنے میں پیش پیش ہے مگر تھوڑی توجہ پروف ریڈنگ کی طرف دیں تو اغلاط کی کثرت میں کمی ہو سکتی ہے۔

ماسٹر شکور علی انور
گلگت

ماہنامہ نوائے صوفیہ کا اجراء باعث اطمینان ہے۔ نوائے صوفیہ کی کشتی صحیح رخ پر اپنا سفر جاری رکھنے میں کامیاب نظر آتی ہے۔ اس کے نظری اور فکری پہلو صحت مند اور توانا ہیں نوائے صوفیہ میں شائع ہونے والے تمام مضامین ہمیں اسلام کی آفاقی وسعت سے روشناس کرتے ہیں اور بااصول خود دار طرز حیات کا بھی درس دیتے ہیں نیز آواز حق بلند کرنے اور اپنے صحیح موقف پر ڈٹ جانے کا حوصلہ بھی کرتے ہیں۔

غلام مہدی شاہد سرمیکی
نمائندہ نوائے صوفیہ سرمک بلتستان

نوائے صوفیہ ایک ایسا آئینہ ہے جس میں ہر نور بخشی کو بقدر استطاعت اپنی اپنی شکل نظر آئے گی۔ عظیم شاہ ہمدان نمبر شائع کرنے کا اچھا فیصلہ کیا ہے۔ جس کے لئے مبلغ پچاس روپے ارسال خدمت ہیں۔

الطاف حسین
سپرنٹنڈنٹ فارسٹ آفس سکردو

نوائے صوفیہ دیکھ کر دل کی آرزو پوری ہو گئی۔ معلومات اور معارف و حقائق کا خزانہ یہ مجلہ قومی امنگوں کا آئینہ دار ہے اس مجلہ کے اجراء سے علاقہ شگر میں بسنے والے اہل تصوف کو حوصلہ ملا ہے۔ میری دعا ہے اللہ اس رسالہ کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ خط کے ساتھ مستقل خریداری کا چندہ بھی ارسال خدمت ہے۔

احسان علی دانش
چھورکا شگر

احیائے تصوف کا علمبردار نوائے صوفیا کے مضامین خوب سے خوب تر ہوتے جا رہے ہیں۔ تصوف کے بارے میں جو مضامین پڑھنے کو ملتے ہیں یقین کریں بار بار پڑھنے کو دل چاہتا ہے۔ یہ رسالہ انشاء اللہ روحانی دنیا میں بسنے والوں کے لئے ایک انقلابی اقدام ثابت ہو گا۔

محمد علی بلالی
چھوربٹ پوسٹ ماسٹر مہدی آباد کھرمنگ

نوائے صوفیہ قوم کی امنگوں کا واحد ترجمان اور مجھ جیسے کم علم افراد کی آنکھوں کا تارا ہے۔ محترم علامہ بشیر صاحب کی تحریریں ہمارے دل کو سکون بخشتی ہیں اور ڈاکٹر غازی صاحب کی نگارشات سے معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔ خط کے ساتھ چند چند اقوال زریں پیش خدمت ہیں۔

غلام نبی کوروی
گورنمنٹ ہائی سکول گلگت

خط و کتابت کے لئے پتہ

جی۔ ایچ۔ معروفی۔ فلیٹ نمبر 7 بلاک 14
کیٹیگری III آئی ایٹ 1۔ اسلام آباد

Copyright www.sufianoorbakhshia.org

R-No-B/1-D-97

ماہنامہ
نوائے صوفیہ اسلام آباد

تم میں ایک جماعت ضرور ایسی ہونی چاہیے جو (لوگوں کو) نیکی کی طرف بلاتے، بھلائی کا حکم دیا کرے اور برائی سے روکے، اور یہی لوگ (دنیا اور آخرت میں) کامیاب و کامران ہیں۔۔ (القرآن)



پیر نور بخش سید محمد شاہ کتالی، الحاج سید علی شاہ، فقیر محمد ابراہیم، مفتی محمد عبداللہ، سید محمد شاہ تھلوی، مولانا محمد ابراہیم فیض، جج محمد علی، مولانا حسن نوری اور غلام علی حیدری دار العلوم نوربخشیہ کریس کے افتتاحی جلسہ سے خطاب کر رہے ہیں۔ (فوٹو غلام حیدر)

سید محمد شاہ